إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللّٰهِ الْإِسْلَامُ

ہفت روزہ
ترجمانِ اسلام
لاہور

جاری کردہ بحکم
شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی
رحمۃ اللہ علیہ

غریبوں کے ہمدرد

امیر کل پاکستان جمعیت علمار اسلام حضرت مولانا محمد عبد اللہ درخواستی دامت برکاتہم نے گذشتہ شب جامع مسجد شیرانوالہ باغ گوجرانوالہ میں ایک تبلیغی اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ موجودہ حکومت غریبوں کی ہمدردی اور روٹی کپڑا مکان کے نعرے پر برسراقتدار آئی تھی۔ لیکن غریبوں پر زندگی کا دائرہ جتنا اس حکومت کے دور میں تنگ ہوا ہے اتنا کبھی نہیں ہوا۔ آپ نے کہا مہنگائی نے غریب عوام کی کمر توڑ کر رکھدی ہے۔ لیکن غریبوں کے ہمدرد قوم کے مال پہ داد عیش دے رہے ہیں۔ آپ نے خاندانی منصوبہ بندی پر کڑی نکتہ چینی کرتے ہوئے اسے اسلامی عقائد کے منافی قرار دیا۔ اور حکومت سے مطالبہ کیا کہ اس ناکام اور غیر اسلامی منصوبہ پر ضائع کی جانے والی رقم کو قومی ترقیاتی منصوبہ بندیوں پہ خرچ کیا جائے۔ آپ نے حاضرین سے عہد لیا کہ وہ اپنی زندگیاں اسلامی اصولوں کے مطابق گذاریں گے۔

اجتماع سے مولانا فاضل حبیب اللہ رشیدی آف ساہیوال نے بھی خطاب کیا۔





مذہبی لحاظ سے سطح ارضی پر اگرچہ بے شمار فتنے رونما ہو چکے ہیں اب بھی موجود ہیں۔ اور تا قیامت باقی رہیں گے۔ لیکن فتنۂ انکار حدیث اپنی نوعیت کا واحد فتنہ ہے۔ باقی فتنوں سے تو شجر اسلام کے برگ و بار کو ہی نقصان پہنچتا ہے۔ لیکن اس فتنہ سے شجر اسلام کی جڑیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں۔ اور اسلام کا کوئی بدیہی سے بدیہی مسئلہ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

اس عظیم فتنہ کی دست برد سے عقائد و اعمال اخلاق و معاملات، معیشت و معاشرت اور دنیا و آخرت کا کوئی اہم مسئلہ بھی محفوظ نہیں رہ سکا۔ حتیٰ کہ قرآن کریم کی تفسیر اور تشریح بھی کچھ کی کچھ ہو کر رہ گئی ہے۔ اور اس فتنہ نے اسلام کی بساط کو ہی الٹ کر رکھ دی ہے۔ جس سے اسلام کا نقشہ ہی بدل چکا ہے۔ سچ ہے ؎

ستم کیشی کو تیری کوئی پہنچا ہے نہ پہنچے گا
اگرچہ ہو چکے ہیں تجھ سے پہلے فتنہ گر لاکھوں

نزول وحی کے زمانے سے لے کر تقریباً پہلی صدی تک صحیح احادیث کو بغیر کسی تفصیل کے متفقہ طور پر حجت سمجھا جاتا تھا۔ اور حسب مراتب عقائد و اعمال اور اخلاق و معاملات وغیرہ میں قرآن کریم کے بعد احادیث صحیحہ سے بلاچون و چرا استدلال و احتجاج درست سمجھا جاتا اور احادیث کو دینی حیثیت سے پیش کیا جاتا تھا۔ حتیٰ کہ بعض فتنہ گر اور خواہش زدہ فرقے ظاہر ہوئے جن میں پیش پیش معتزلہ تھے۔ جن کا پیشوائے اوّل واصل بن عطا المتولد ۸۰ھ تھا۔ جن کے نزدیک دلائل و براہین کی مد میں ایک سب سے بڑا معیار و مقیاس عقل بھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے راحت قبر، عذاب قبر، حشر و نشر کے بعض حقائق رویت باری تعالیٰ، شفاعت، صراط، میزان اور جنت و دوزخ وغیرہ وغیرہ کے بہت سے حقائق ثابتہ اور کیفیات کو اپنی عقل نارسا کی زنجیروں میں جکڑ کر اپنی خام عقل کی ترازو سے تولنا چاہا اور راہ راست سے بھٹک کر ورطۂ ضلالت میں اوندھے منہ گر پڑے۔ اور اس سلسلہ میں وارد شدہ تمام احادیث کو ناقابل اعتبار قرار دے کر یوں گلو خلاصی کی ناکام اور بے جا سعی کی اور جن کا آسانی سے انکار نہ کر سکے انکی نہایت ہی بھونڈی اور رکیک تاویلات شروع کر دیں تاآنکہ بعض قرآنی حقائق اور نصوص قطعیہ بھی انکی دور از کار اور لاطائل تاویلات سے محفوظ نہ رہ سکیں جو بزبان حال ان کی اس تحریف کی وجہ سے ان پر لعنت کا تحفہ بھیجتے ہیں۔

معتزلہ اور ان کے ہی خواہوں کے علاوہ باقی سب اسلامی یا منسوب بہ اسلام فرقے صحیح احادیث کو برابر حجت تسلیم کرتے رہے ہیں چنانچہ مشہور محدث حافظ ابن حزمؒ (المتوفی ۴۵۶ھ) تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اہل سنت خوارج شیعہ اور قدریہ تمام فرقے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ان احادیث کو جو ثقہ راویوں سے منقول ہوں۔ برابر حجت تسلیم کرتے رہے یہاں تک کہ پہلی صدی کے بعد متکلمین معتزلہ آئے اور انہوں نے اس اجماع کے خلاف کیا (الاحکام جلد ۱ ص ۱۱۴ لابن حزمؒ) اس کے بعد یہ مہلک فتنہ رفتہ رفتہ اپنا حلقہ وسیع کرتا چلا گیا۔ اور بہت سے بندگان خواہشات و ہوا اس فتنہ کے دام ہمرنگ زمین میں الجھ کر رہ گئے اور یوں اپنی عاقبت برباد کر دی نعوذ باللہ من سوء العاقبۃ

کتابی شکل میں اس خبیث فتنہ کی خبر سب سے پہلے مقتدائے اہلسنت امام شافعیؒ (المتوفی ۲۰۴ھ ہجری) نے اپنے رسالہ اصول فقہ میں لی ہے۔ جو ان کی مشہور کتاب الامّ کی ساتویں جلد کے ساتھ منضم اور بہت مفید اور مدلل رسالہ ہے۔ حضرت امام احمد بن حنبلؒ (المتوفی ۲۴۱ھ) نے بھی اطاعت رسول کے اثبات میں ایک مستقل کتاب لکھی اور قرآن و حدیث سے مخالفین کی خوب معقول تردید کی ہے جس کا کچھ حصہ حافظ ابن قیمؒ (المتوفی ۷۵۱ھ) نے اپنی تالیف اعلام الموقعین (جلد ۲ ص ۱۱۷) میں نقل کیا ہے۔ علماء اہل مغرب میں سے شیخ الاسلام ابو عمر ابن عبد اللہؒ (المتوفی ۴۶۸ھ) نے اپنی شہرہ آفاق کتاب جامع بیان العلم وفضلہ میں اس فرقہ کے بعض باطل اور حیا سوز نظریات کی دھجیاں فضائے آسمانی میں بکھیری ہیں۔

ایسے ہی بعض بد باطن اور زنادقین سے امام حاکمؒ (المتوفی ۴۰۵ھ) کو بھی سابقہ پڑا تھا۔ جن کی شکایت انہوں نے مستدرک جلد ۱ ص ۳ میں کی ہے۔ کہ وہ رواۃ حدیث پر سب و شتم کرتے اور ان کو مورد طعن قرار دیتے ہیں۔ اور علامہ ابن حزمؒ نے الاحکام میں اس باطل گروہ کے فاسد خیالات کے بخئے ادھیڑے ہیں۔ اور ٹھوس عقلی اور نقلی دلائل سے ان کا خوب رد کیا ہے۔ اور امام غزالیؒ (المتوفی ۵۰۵ھ) نے اپنی معروف تصنیف المستصفیٰ میں اس گمراہ طائفہ کے مزعوم دلائل کے تار و پود بکھیر کر رکھ دیئے۔ اور اپنے دلائل کے بے پناہ سیلاب میں اس گمراہ گن ٹولہ کے خود ساختہ براہین کو خس و خاشاک کی طرح بہا دیا ہے۔ حافظ محمد بن ابراہیم وزیر یمانیؒ (المتوفی ۸۴۰ھ) نے اس حزب باطل کی تردید میں اپنی انوکھی تالیف الروض الباسم میں کافی وزنی اور ٹھوس دلائل پیش کئے ہیں۔ اور حضرت امام سیوطیؒ (۹۱۱ھ) نے بھی اس ناپاک فرقہ کی مفتاح الجنۃ فی الاحتجاج بالسنۃ میں خوب تردید کی ہے۔ اور دین قویم کی حفاظت کا حق ادا کیا ہے۔ ان کے علاوہ بھی متعدد علماء حق نے حدیث کے حجت ہونے اور نہ ہونے کے مثبت اور منفی پہلو پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اور اس باطل اور گمراہ کن نظریہ کی کہ "حدیث حجت نہیں ہے" اچھی خاصی تردید کی ہے اور معقول و مبنی پر انصاف دلائل کے ساتھ حق اور اہل حق کی طرف سے مدافعت کی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ ہر دور میں باطل کے مقابلے میں حق تعالیٰ نے کچھ ایسے نفوس قدسیہ پیدا کئے ہیں۔ جن کی علمی و عملی، اخلاقی، روحانی زندگی حق پسند لوگوں کے لئے مشعل راہ اور مخالفین کے باطل خیالات کے لئے سد سکندری بنتی رہی ہے۔ جن کے قلموں اور زبانوں نے تلواروں اور نیزوں کی طرح باطل پرستوں کے پیش کردہ دلائل کو مجروح کر کے رکھ دیا ہے۔ اور قبائے باطل کے ایسے بخئے ادھیڑے ہیں کہ تمام "رفوگر" مل کر انکو جوڑنے سے رہے۔

سچ ہے۔ لکل فرعون موسیٰ علامہ اقبال کی زبان سے

؎ شعلہ بن کر پھونک دے خاشاک غیر اللہ کو
خوف باطل کیا کہ ہے غارت گر باطل بھی تو

قائد جمعیۃ کا پروگرام

قائد جمعیت علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ مندرجہ ذیل پروگرام کے مطابق مختلف اجتماعات میں شرکت فرمائیں گے۔ ۲۴ مئی بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عشاء بیرون تالاب کمیٹی جھنگ صدر جلسہ عام
۲۵ مئی بروز ہفتہ بعد نماز عصر مدرسہ اشرفیہ شاہکوٹ جلسہ عام
۲۶ مئی بروز اتوار اسلام آباد اجلاس متحدہ جمہوری محاذ
۲۷ مئی بروز سوموار مانسہرہ ضلع پونچھ کنونشن جمعیت طلباء اسلام
۲ جون بروز اتوار ٹیکسلا ضلع راولپنڈی جلسہ عام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور

جمعہ یکم جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ھ
مطابق
۲۴ مئی ۱۹۷۴ء

جلد	۱۷
شمارہ	۱۹
قیمت	۵۰ پیسے

بدل اشتراک

سالانہ	۲۵/۰ روپے
ششماہی	۱۳/۰ ″
سہ ماہی	۷/۰ ″
ٹیلیفون	۶۷۷۱۵

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور مدظلہ

مدیر
زاہد الراشدی

ایٹم!
قوت و توانائی کا محور

انڈیا نے گزشتہ روز راجستھان کے صحراؤں میں پہلا ایٹمی دھماکہ کیا اور اس طرح امریکہ، روس، برطانیہ، فرانس اور چین کے بعد ایٹمی طاقتوں کی صف میں چھٹے ملک کا اضافہ ہوگیا۔

بھارت کے اس ایٹمی دھماکے پر عالمی رائے عامہ کی طرف سے ملے جلے ردعمل کے اظہار کا سلسلہ جاری ہے۔ پاکستان اور دوسرے بہت سے ممالک نے یہ رائے ظاہر کی ہے کہ اس دھماکے سے ایٹمی ہتھیاروں کے پھیلاؤ کو روکنے کے لئے کی جانے والی کوششوں کو نقصان پہنچے گا۔ وزیر اعظم ذوالفقار علی بھٹو نے یہ بھی کہا ہے کہ پاکستان بھارت کے اس اقدام سے مرعوب نہیں ہوگا۔

ایٹم اس دور میں قوت و توانائی کا محور شمار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس قوت سے بہرہ ور ممالک ہی آج دنیا کے بڑے ممالک سمجھے جاتے ہیں اور عملاً دنیا کی قیادت انہی ممالک کے ہاتھ میں ہے، حتیٰ کہ اقوام عالم کے مابین عدل و انصاف کے سب سے بڑے علمبردار ادارہ اقوام متحدہ میں بھی ایٹمی قوتوں کو خصوصی اور امتیازی مراعات و اختیارات حاصل ہیں۔

ایٹم جہاں قوت و توانائی کا نشان ہے وہاں تباہی و بربادی کا بھی ایک خوفناک ذریعہ ہے اور انتہائی افسوس کی بات ہے کہ تہذیب و امن کی نام نہاد پرچارک بڑی طاقتوں نے اس عظیم قوت کو انسانیت کی ترقی اور فلاح و بہبود کے لئے استعمال کرنے کی بجائے تباہی و بربادی کا ذریعہ بنانے کو ترجیح دی ہے۔ نتیجۃً ایٹمی ہتھیاروں کی آج اس قدر بہتات ہو چکی ہے کہ خود ایٹمی طاقتیں دوسری اقوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے بسا اوقات ایٹمی اسلحہ میں تخفیف کی بات کرنے پر مجبور ہو جاتی ہیں۔ بڑی طاقتوں کے اسی دوہرے کردار کے باعث وہ ایٹم جو انسانی ترقی و فلاح میں اہم کردار ادا کر سکتا ہے آج اس کا نام زبان پر آتے ہی تباہی و بربادی کے ہولناک تصورات ذہنوں میں لرزنے لگتے ہیں گویا "ایٹم" اور "تباہی" دونوں مترادف لفظ ہیں۔ اسی بنا پر بھارت کے اس دعوے کو عالمی رائے عامہ نے کوئی وقعت نہیں دی کہ وہ ایٹمی قوت کو "پر امن مقاصد" کے لئے استعمال کرے گا کیونکہ اس کی پیشرو ایٹمی قوتوں نے "پر امن مقاصد" کے حسین "تخفیف اسلحہ" کی خوبصورت اوٹ میں ہی انسان کی ہلاکت و خانماں بربادی کے سامان تیار کئے ہیں بلکہ دن رات ان ہتھیاروں کی تیاری کا سلسلہ جاری ہے۔

ایٹمی طاقتوں میں ایک اور کے اضافے سے عالمی سطح پر کیا تبدیلیاں رونما ہوں گی اور برصغیر میں کونسی اور "حقیقتیں تسلیم کی میز پر" رونمائی کے لئے تشریف فرما ہوں گی اس کے بارے میں صورت حال جلد واضح ہو جائے گی۔ سردست ہم عالم اسلام کے قائدین کو اس طرف توجہ دلانا اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ وہ بھی اپنے گرد و پیش پر نگاہ ڈالیں اور بڑی طاقتوں کے مفادات سے الگ ہو کر کچھ دیر کے لئے اپنے سود و زیاں کی بابت سوچیں۔ آخر عالم اسلام کب تک بے یقینی کی اس دلدل میں پھنسا رہیگا

جہاں تک وسائل کا تعلق ہے عالم اسلام کے پاس کسی چیز کی کمی نہیں۔ لیکن ان وسائل پر اغیار کا تسلط ہے اور مسلم ممالک اپنے وجود کی حفاظت تک کے لئے "دشمن" سے تحفظ کے حصول پر مجبور ہیں۔ عالم اسلام کے قائدین کو یہ باور کر لینا چاہیئے کہ مسلم ممالک کا روشن مستقبل بڑی طاقتوں کے دامن سے وابستہ ہو کر "سیاسی و دفاعی تحفظ" کے حصول میں نہیں بلکہ اپنے تمام تر وسائل کو مجتمع کر کے (باقی صفحہ ۱۳ پر)

تعلیمی پریس میں چھپا اور مولانا عبید اللہ انور نے شیرانوالہ لاہور سے شائع کیا

کشمیر تاریخ کے آئینے میں

زاہد الراشدی

(۱) چودھویں صدی عیسوی کے ربع اول میں کشمیر کے ایک راجہ نے جس کا نام رینچن یا سام چندر بتایا جاتا ہے ایک عرب مسافر سید بلبل شاہ رحؒ کی نماز اور تبلیغ سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا، اپنا اسلامی نام صدر الدینؒ رکھا اور سرینگر میں جامع مسجد تعمیر کی، اس طرح کشمیر کے اسلامی دور کا آغاز ہوا۔

(۲) پندرھویں صدی کے ربع اول میں کشمیر کو سلطان زین العابدینؒ جیسا نیک دل رعایا پرور اور علم دوست بادشاہ نصیب ہوا۔ جس نے عدل، تدبر، رحمدلی اور اسلامی اخوت و مساوات کے جذبہ سے ریاست میں اسلام کی بنیادوں کو مستحکم کیا۔ جامع مسجد کے ساتھ دار العلوم کی بنیاد رکھی۔ علماء کی سرپرستی کی۔ اہل کشمیر اسے "بڈشاہ" (بڑا بادشاہ) کہتے ہیں اور اس کے عدل و انصاف اور رعایا پروری کے دوست و دشمن سبھی معترف ہیں اس کا دور کشمیر کی اسلامی تاریخ کا زریں ترین دور شمار ہوتا ہے۔

(۳) ۱۵۸۵ء میں مغل فرمانروا جلال الدین اکبر نے کشمیر کو فتح کیا اور اس طرح کشمیر شاہمیری خاندان کے ہاتھوں سے نکل کر مغل خاندان کے تسلط میں آگیا۔

(۴) سلطان محی الدین اورنگ زیب عالمگیر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد جب سلطنت مغلیہ زوال پذیر ہوئی۔ مغل شاہزادوں کی باہمی چپقلش کے بعد طوائف الملوکی کا دور دورہ شروع ہوا اور ریاستیں خود مختار ہونے لگیں تو کشمیر پر افغانوں کا تسلط قائم ہو گیا اور اس طرح ۱۷۵۳ء میں کشمیر پر مغل اقتدار کا سورج غروب ہوا۔

(۵) ۱۸۱۹ء میں رنجیت سنگھ مہاراجہ پنجاب کے ایک لشکر نے مصر و دیوان چند کی قیادت میں راجوری کے راستہ کشمیر پر حملہ کیا اور کشمیر کے حاکم جبار خان کو شکست دے کر سکھ اقتدار کا علم بلند کر دیا۔ یہیں سے کشمیری عوام کی بدنصیبی اور مظلومیت کا آغاز ہوتا ہے۔ رنجیت سنگھ نے کشمیر کے ڈوگرہ خاندان کو آلۂ کار بنایا۔ اس خاندان کے دو افراد گلاب سنگھ اور دھیان سنگھ رنجیت سنگھ کے درباری ملازم تھے۔ ان کو رنجیت سنگھ نے اہل کشمیر پر مسلط کر دیا۔ ڈوگروں اور سکھوں نے مل کر اہل کشمیر پر بے پناہ مظالم ڈھائے۔ ان کی صنعت کو تباہ کیا۔ اس دور میں شال بافی کی صنعت ترقی پذیر تھی سکھا شاہی نے ۲۶ فیصد ٹیکس عائد کر کے اسے مفلوج کر دیا۔ شیر سنگھ کے دور میں قحط بھی پڑا۔ ان مظالم اور قحط سے تنگ آ کر بہت سے کشمیری خاندان پنجاب کی طرف ہجرت پر مجبور ہو گئے۔ چنانچہ آج بھی پنجاب کے مختلف علاقوں میں یہ کشمیری خاندان آباد ہیں۔

(۶) رنجیت سنگھ اور شیر سنگھ کے بعد سکھ اقتدار زوال پذیر ہوا تو فرنگی نے پنجاب پر براہ راست تسلط قائم کرنے کی خاطر سکھوں کو درمیان سے ہٹانے کا فیصلہ کر لیا۔ سکھوں نے مزاحمت کی۔ لیکن بالآخر ۱۸۴۶ء میں پنجاب فرنگی حکومت کے زیر نگین آگیا۔ سکھوں اور انگریزوں کی اس جنگ میں کشمیر کے گلاب سنگھ نے فرنگی کے ساتھ تعاون کیا۔ جس کے نتیجہ میں فرنگی نے ۱۶ مارچ ۱۸۴۶ء کو معاہدہ امرتسر کے ذریعہ ۷۵ لاکھ روپے نقد کے علاوہ ایک گھوڑے، ۱۲ بکریوں اور چھ جوڑے شال پر مشتمل سالانہ خراج کے عوض ریاست جموں و کشمیر مہاراجہ گلاب سنگھ کے ہاتھ بیچ دیا اور اس طرح کشمیر ڈوگرہ شاہی کے خونیں پنجوں میں جکڑ لیا گیا۔

ڈوگروں نے مسلمانوں کو ستانے اور ان پر ظلم ڈھانے میں پہلے ریکارڈ بھی توڑ دیئے۔ شال بافی پر ۲۶ فیصد ٹیکس کو دوگنا کر کے ۵۲ فیصد کر دیا۔ مساجد مسمار ہونے لگیں۔ سکھا شاہی میں گاؤکشی پر پابندی عائد تھی۔ حتیٰ کہ ایک گائے کے ذبیحہ پر پورے کا پورا خاندان شہید کر دیا جاتا تھا۔ اگر کوئی سکھ کسی مسلمان کو قتل کر دیتا تو اس کی سزا صرف ۴ روپے جرمانہ ہوتی۔ جن میں سے ۲ روپے مقتول کے خاندان کو ملتے اور ۲ روپے سرکاری خزانہ میں داخل کر دیئے جاتے۔ ڈوگروں نے ان مظالم کو نہ صرف برقرار رکھا بلکہ ان میں دوگنا چوگنا اضافہ کر دیا۔

(۷) ڈوگرہ مظالم اور جبر و تشدد کا یہ دور کشمیر کی تاریخ کا تاریک ترین اور اندوہناک باب ہے۔ بیشتر مسلمان ان مظالم کی تاب نہ لاتے ہوئے ہجرت کرتے رہے وقتاً فوقتاً مزاحمت کی تحریکیں اٹھتی رہیں۔ لیکن ڈوگرہ شاہی کو چونکہ دولت برطانیہ کی مکمل پشت پناہی حاصل تھی۔ اس لئے ڈوگرہ مظالم میں کمی کی بجائے ہر ردعمل کے بعد اضافہ ہوتا چلا گیا۔

(۸) ۱۹۳۱ء میں ڈوگرہ ظلم و ستم کے باعث ایک سلطان کی شہادت کے بعد مدتوں سے سینوں میں پکنے والا لاوا پھٹ پڑا۔ پوری ریاست میں احتجاجی مظاہرے شروع ہو گئے۔ اہل کشمیر کی اس مظلومیت کو دیکھ کر متحدہ انڈیا کی سیاسی جماعتوں نے بھی اس طرف توجہ دی فرنگی کو اس دور میں یہ خدشہ تھا کہ کشمیر کی سرحد روس کے ساتھ ملتی ہے کہیں ایسا نہ ہو کہ روس کشمیر کے راستہ سے اپنے اثرات انڈیا تک وسیع کر دے۔ اس خطرہ کے پیش نظر فرنگی حکومت نے سوچا کہ کشمیر میں کسی ایسی جماعت کو تقویت دی جائے۔ جو وہاں فرنگی مفادات کا تحفظ اور بیرونی سرگرمیوں سے فرنگی حکومت کو باخبر کر سکے۔ قادیانی جماعت کا خلیفہ اول حکیم نور دین اس سے قبل جموں و کشمیر کے درباروں میں طبیب کی حیثیت سے فرنگی کیلئے مخبری کر چکا تھا۔ دوسرے مقصد کے لئے فرنگی نے دوسرے خلیفہ مرزا بشیر الدین کو مہرہ بنایا۔ اس نے پنجاب کے سرکردہ مسلمانوں کو دھوکے سے ساتھ ملایا اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی بنیاد شملہ میں رکھ دی۔ جس کا صدر خود مرزا بشیر الدین اور سیکرٹری عبد الرحیم درد قادیانی تھا۔ اور صدر دفتر قادیان میں طے کیا گیا۔ اس کمیٹی میں علاوہ دوسرے سرکردہ مسلمانوں کے علامہ محمد اقبال مرحوم بھی تھے۔ لیکن حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیریؒ اور دیگر زعماء کی مساعی سے علامہ اقبالؒ پر قادیانی سازش کی حقیقت آشکارا ہو گئی اور دوسرے مسلم شرکاء بھی اس چال کو سمجھ گئے تو انہوں نے مرزا بشیر الدین کی قیادت میں کام کرنے سے انکار کر دیا۔ ادھر علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے شاگرد اور نامور کشمیری لیڈر رہبر واعظ مولانا محمد یوسفؒ فاضل دیوبند نے کشمیری راہنماؤں کو قادیانی سازش کے نتائج سے خبردار کیا۔ جس کے نتیجہ میں مرزا بشیر الدین کو کشمیر کمیٹی کی صدارت سے مستعفی ہونا پڑا۔ کمیٹی نے علامہ محمد اقبالؒ کو صدر اور ملک برکت علی کو جنرل سیکرٹری چنا، لیکن چند دنوں کے بعد خود علامہ اقبالؒ نے کمیٹی کو توڑنے کا اعلان کر دیا اور اس طرح کشمیر کو قادیانی سرگرمیوں کا مرکز بنانے کی یہ سازش ناکام ہو گئی۔

(۹) اس کے برعکس پنجاب کے عوام نے مجلس احرار اسلام کے پلیٹ فارم پر تحریک کشمیر کو بے پناہ قوت دی۔ ابتداءً مجلس احرار اسلام کے ایک وفد نے کشمیری ارباب اقتدار سے مل کر انہیں ظلم و جور سے باز رکھنے کی سعی کی۔ لیکن ڈوگرہ سامراج طاقت کے نشہ میں تھا جس کے باعث احرار کے جتھوں کو کشمیر پر یلغار کرنا پڑی۔ احرار کے کارکنوں اور پنجاب کے غیور مسلمانوں نے امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ اور دیگر زعماء احرار کی اپیل پر اس عظیم تحریک میں ۵۰ ہزار کے قریب گرفتاریاں دے کر فرنگی اور ڈوگرہ اقتدار کے آہنی پنجے ڈھیلے کر دیئے اور کشمیر کے مظلوم مسلمانوں کو آزادی اور مزاحمت کی راہ دکھائی۔

(۱۰) احرار کی اس یلغار کے سامنے فرنگی اور ڈوگرہ اقتدار بے بس ہو کر رہ گیا۔ جمعیۃ علماء ہند کے قائدین حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحبؒ اور حضرت مولانا احمد سعیدؒ دہلوی سے مصالحت کی استدعا کی گئی۔ ان بزرگوں نے باعزت اور باوقار مصالحت کے لئے اپنی مساعی کا آغاز کیا۔ کچھ دنوں تک یہ سعی

(باقی صفحہ ۱۴ پر)

حق و باطل کی رزمگاہ اور مصائب و مسائل کی آماجگاہ

جہاں بے یقینی اور یاس کے سائے پھیلتے جا رہے ہیں



دارالعلوم تعلیم القرآن باغ کی دعوت پر اس سال مئی کے پہلے ہفتہ میں آزاد کشمیر جانے کا موقع ملا تعلیم القرآن کے جلسہ میں شرکت کے علاوہ مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام کے جلسہ میں بھی اتفاقاً حاضری ہو گئی۔ حضرت مولانا سید عبدالمجید صاحب ندیم بھی پاکستان سے ان جلسوں میں شریک تھے۔ الحمدللہ تین روز کے اس مختصر دورہ میں آزاد کشمیر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے اور مختلف عنوانات پر آزاد کشمیر کے علماء، طلبہ اور سیاسی کارکنوں سے تبادلہ خیالات کرنے کا موقع ملا، اس سلسلہ میں (۱) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف صاحب صدر جمعیۃ علماء آزاد کشمیر (۲) حضرت مولانا مفتی عبدالمتین صاحب مفتی ضلع پونچھ اور (۳) حضرت مولانا امیرالزمان خاں صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء آزاد کشمیر نے خصوصی شفقت فرماتے ہوئے تحریک آزادی کشمیر، علماء کی سیاسی خدمات اور آزاد کشمیر کی صورت حال کے بارے میں اپنی بہترین معلومات سے بہرہ ور کیا۔ اس تین روزہ سفر، ملاقاتوں اور تاثرات کا ایک خاکہ رپورتاژ کی شکل میں قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ اس رپورٹ میں آزاد کشمیر کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کے لئے تین روزہ مختصر ترین دورہ سے کس حد تک استفادہ کر سکا ہوں؟ اس کا فیصلہ کرنا قارئین کا کام ہے۔

جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر

کشمیر کی سرزمین اس لحاظ سے انتہائی خوش قسمت ہے کہ اسے دوسرے چند خوش نصیب خطوں کی طرح راہ حق و صداقت کے عظیم راہی اور علمی عظمت و رفعت کے روشن مینار نصیب ہوئے ہیں۔ امام عصر نوشاہ ولی اللہؒ کے بعد تحریک ولی اللہی کے مربی حضرت مولانا محمد امین کشمیریؒ اور خاتم المحدثین حضرت مولانا سید انور شاہ کشمیریؒ کا وجود کشمیر کی اس خوش بختی کا واضح ثبوت ہے۔ جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر اس وقت آزاد کشمیر کے علماء کرام کی واحد نمائندہ تنظیم ہے۔ جس نے عوام کی راہنمائی کا ہر موقع پر فرض سرانجام دیا ہے اور جس کی ملی، دینی و سیاسی تاریخ کا دامن اس قدر وسیع ہے کہ اس پر رشک کرنے کو جی چاہتا ہے۔

اس تنظیم کی ابتداء ۱۹۳۵ء میں "جمعیۃ علماء پونچھ" کی سطح پر ہوئی اور علاقہ پونچھ کے علماء نے پونچھ شہر میں جمع ہو کر اس تنظیم کی بنیاد رکھی۔ اس موقع پر حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد اور تحریک آزادی کے مجاہد حضرت مولانا غلام حیدر صاحبؒ آف پلندری بھی موجود تھے۔ اور ان کی موجودگی میں حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب (سابق مفتی آزاد کشمیر) کو صدر اور حضرت مولانا مفتی امیر عالم صاحب مدظلہ آف باغ کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا۔ اس تنظیم کے مقاصد بنیادی طور پر چار تھے

(۱) ڈوگرہ سامراج کے خلاف جنگ

(۲) عوام کے حقوق کے لئے جدوجہد

(۳) تعلیم کی اشاعت اور

(۴) قادیانیت کی بیخ کنی۔

اس تنظیم کے قیام سے قبل ۱۹۳۱ء میں ڈوگرہ سامراج کے مظالم کے خلاف جدوجہد آزادی کا ایک عظیم باب مکمل ہو چکا تھا۔ جب ڈوگرہ جبر و استبداد کے خلاف کشمیری حریت پسندوں نے بغاوت کا پرچم بلند کر دیا تھا اور پنجاب سے ان کی حمایت میں مجلس احرار کے پلیٹ فارم پر ہزارہا کارکنوں کی یلغار نے اس تحریک میں روح پھونک دی تھی۔ امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، رئیس الاحرار حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، مفکر احرار چوہدری افضل حقؒ، شیخ حسام الدینؒ اور ماسٹر تاج الدین انصاریؒ کے اس عظیم قافلہ نے پچاس ہزار سے زائد کارکنوں کو گرفتار کرا کے ڈوگرہ سامراج کی جڑیں ہلا کر رکھ دی تھیں اور پھر جمعیۃ علماء ہند کے قائدین مفتی اعظم حضرت مولانا مفتی کفایت اللہؒ اور سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعیدؒ کی سیاسی مساعی نے جدوجہد آزادی کشمیر کے اس روشن باب کو پایۂ تکمیل تک پہنچایا تھا کشمیری علماء میں سے خصوصی طور پر حضرت مولانا محمد یوسف میر واعظؒ اور حضرت مولانا غلام حیدرؒ نے اس تحریک میں نمایاں حصہ لیا۔ اس پس منظر میں جب جمعیۃ علماء پونچھ کا قیام عمل میں لایا گیا تو اس کی منزل مقاصد اور طریق کار واضح تھا۔ چنانچہ علماء حق کی اس نمائندہ تنظیم نے پونچھ کے علاقہ میں ان مقاصد کے حصول میں شاندار جدوجہد کی جس کی چند ایک جھلکیاں پیش خدمت ہیں۔

قادیانی مسجد

موضع ہاتھی تھاں میں قادیانیوں نے مسجد کے نام سے اپنے اڈہ کی تعمیر کرنا چاہی — سادہ لوح مسلمانوں کو فریب دے کر چندہ حاصل کر لیا اور فوج کے جوانوں سے بھی چندہ حاصل کرنے کی مہم چلائی "جمعیۃ علماء پونچھ" نے ارتداد و کفر کے اس مرکز کی تعمیر نہ صرف رکوا دی۔ بلکہ ڈاک خانوں سے ریکارڈ کی چھان بین کر کے وہ تمام چندہ جو لوگوں سے قادیانیوں نے حاصل کیا تھا، جمعیۃ نے اپنی نگرانی میں واپس کرایا اس کے علاوہ قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لئے اس دور میں تبلیغی جلسوں اور مناظروں کا ایک سلسلہ چلا۔ جس میں حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب لدھیانوی اور حضرت مولانا عبدالحنان صاحب بالاکوٹیؒ بھی ان پروگراموں میں شریک ہوتے رہے۔

ہاڑی گہل مسجد

ہاڑی گہل میں ایک مسجد شرپسندوں نے نذر آتش کر دی۔ جس پر پونچھ کے غیور مسلمانوں کے جذبات بھڑک گئے۔ جمعیۃ علماء پونچھ نے اس عوامی تحریک کی قیادت کی۔ اور امیر شریعت حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحبؒ (جنہیں پونچھ کے عوام نے امیر شریعت کا خطاب دیا تھا) کی راہنمائی میں جدوجہد کی جس کے نتیجہ میں ڈوگرہ سامراج نے کھلے بندوں مسلمانوں سے معافی مانگی اور مسجد کی ازسرِ نو تعمیر کے مصارف برداشت کئے۔

گاؤکشی کیس

گاؤکشی اس علاقہ میں بھی ممنوع تھی۔ ایک مسلمان کے خلاف کسی ہندو نے عناد کے طور پر گاؤکشی کا کیس تھانہ میں رجسٹرڈ کرا دیا۔ اس پر بہت کچھ ہنگامہ ہوا۔ حضرت امیر شریعت مولانا محمد عبداللہؒ کی قیادت میں احتجاجی مظاہرے ہوئے۔ کافی دنوں تک پرجوش ہنگاموں کے بعد حکومت کی طرف سے چوہدری غلام عباس مرحوم مصالحت کے لئے آئے اور کیس کی واپسی کی شرط پر صلح کر لی۔

توہین قرآن

ایک سپرنٹنڈنٹ جیل کے بارے

میں یہ معلوم ہوا کہ اس نے جیل میں قرآن کریم کی العیاذ باللہ توہین کی ہے۔ اس کے خلاف زبردست تحریک چلائی گئی۔ مولانا محمد عبداللہ نے ایک بہت بڑے جتھہ کی قیادت کرتے ہوئے اس ملعون افسر کے خلاف پر جوش مظاہرہ کیا۔ کافی دنوں کے مظاہروں کے بعد جناب شیخ محمد عبداللہ کی مساعی سے مصالحت ہوئی اور سپرنٹنڈنٹ جیل کو معطل کر دیا گیا۔ اس نوعیت کی وقتی تحریکات کے علاوہ ڈوگرہ سامراج کے خلاف رائے عامہ کی مسلسل راہنمائی، جدوجہد آزادی کی آبیاری اور قادیانیت کی بیخ کنی کے لئے علماء کی خدمات کا سلسلہ جاری رہا۔ تا آنکہ ۴۷ء کا معرکۃ الآراء وقت آپہنچا۔ جبکہ کشمیری عوام کو ہتھیار سنبھال کر اور جانیں ہتھیلیوں پر رکھ کر ڈوگرہ سامراج کے خلاف میدان جنگ میں آنا پڑا۔

۴۷ء کی جنگ آزادی

جمعیۃ علماء پونچھ اس میدان میں بھی کسی سے پیچھے نہ رہی اور علماء حق کے اس مثالی قافلہ نے اس مسلح جنگ میں عملاً شریک ہو کر ۱۸۵۷ء کے اس عظیم معرکہ حریت کی یاد تازہ کر دی۔ جب قال اللہ و قال الرسول کا درس دینے والے علماء کرام حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی رحمہ، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اور حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمہ کی قیادت میں ہتھیار سنبھالے فرنگی سامراج سے نبرد آزما تھے۔ اس معرکہ حریت میں پونچھ کے علاوہ میرپور اور مظفر آباد کے علماء نے بھی بھرپور حصہ لیا اور تبلیغی سرگرمیوں کے علاوہ مسلح جنگ میں عملاً شریک ہوئے۔ پونچھ سے مولانا عبدالعزیز تھوراڑوی (نائب صدر جمعیۃ علماء آزاد کشمیر) مولانا مفتی عبدالحمید قاسمی امیر شریعت مولانا محمد عبداللہ رحمہ فاضل دیوبند آف کسل گڑھ، مولانا امیر عالم برادر اکبر سردار محمد ابراہیم مولانا امیر عالم باغ، امیر ریاست پیر علی اصغر شاہ، مولانا عبدالغنی، مولانا محمد شفیع اللہ شاہ، مولانا جلال الدین شہید رحمہ، مولانا محمد یوسف خاں پلندری، مولانا عبدالرحمٰن مولانا خلیل احمد، مولانا محمد بخش، حاجی عبدالغفور، مولانا عبدالعزیز، مولانا عبدالہادی اور مولانا محمود شاہ مظفر آباد سے مولانا قاضی امیر عالم سینا واں (صوبیدار آزاد فوج) مولانا محمد الیاس چناری، صوفی فقیر محمد کرنل، مولانا ہدایت اللہ خطیب چناری اور حاجی عطاء اللہ آف سلیما میرپور سے مولانا عبداللہ فاضل دیوبند سیاکھوی، مولانا عبدالکریم کوٹلی، مولانا محمد عبداللہ بھمبر۔ مولانا محمد یوسف فاضل دیوبند میرپور اور مولانا عبدالرحمٰن کوٹلی نے اس معرکہ میں عملاً حصہ لیا۔ ان میں سے بیشتر حضرات آزاد فوج میں بھرتی ہوئے۔ ٹریننگ حاصل کی اور دشمن سے جنگ میں شریک ہوئے اور دوسرے حضرات نے تعلیمی و تدریسی سرگرمیوں کو ترک کر کے عوام میں جہاد کی روح پھونکنے اور مجاہدین کے حوصلے بلند رکھنے کے لئے تبلیغی دورے کئے۔ حضرت مولانا محمد یوسف خاں پلندری اسی دوران گرفتار ہوئے اور ان پر مقدمہ چلا کر جیل بھیج دیا گیا اور حضرت مولانا عبدالعزیز تھوراڑوی کی زبان بندی کر دی گئی۔

آزاد حکومت کے قیام کے بعد

اس معرکہ حریت کے بعد جب آزاد جموں و کشمیر کی حکومت قائم ہوئی تو جمعیۃ علماء پونچھ کے قائدین نے اپنی صفوں کو نئے سرے سے منظم کرنے کا فیصلہ کیا ۴۸ء میں جمعیۃ کا کنونشن پیرس ہوٹل راولپنڈی میں منعقد ہوا۔ جس میں مقبوضہ علاقوں سے ہجرت کر کے آنے والے علماء بھی شریک ہوئے۔ تحریک آزادی کے نامور لیڈر مولانا محمد یوسف میرواعظ رحمہ (وزیر تعلیم آزاد حکومت) کو جمعیۃ کا صدر، حضرت مولانا محمد یوسف خاں آف پلندری کو ناظم اعلیٰ اور کرنل علی احمد شاہ (وزیر دفاع آزاد حکومت) کو جمعیۃ کا سیاسی مشیر منتخب کیا گیا اور تحریک آزادی کے ساتھ ساتھ آزاد علاقہ میں اسلامی نظام کے نفاذ کے مقاصد کے ساتھ اس قافلہ کے سفر نو کا آغاز کر دیا۔

محکمہ افتاء کا قیام

جمعیۃ کی مساعی اور مطالبہ پر آزاد حکومت کے صدر سردار محمد ابراہیم کی صدارت میں علماء کرام اور وزراء حکومت کا ایک مشترکہ اجلاس ہوا۔ جس میں اسلامی نظام کے حرف آغاز کے طور پر محکمہ افتاء کے قیام کا فیصلہ کیا گیا اور یہ طے ہوا کہ صوبائی ضلعی اور تحصیل کی سطح پر مفتی مقرر کئے جائینگے۔ جو جج صاحبان کے ساتھ بیٹھ کر شرعی نقطۂ نظر سے ان کے فیصلوں کا جائزہ لیں گے۔ یہ بھی فیصلہ ہوا کہ بعد میں اس محکمہ افتاء کو محکمہ قضا میں تبدیل کر دیا جائے گا اور عملاً نظام شریعت نافذ کیا جائے گا۔ اس کے علاوہ سکولوں میں دینیات کی تعلیم کے لئے دارالعلوم دیوبند اور دیگر مستند مدارس کے فضلاء کے تقرر کا فیصلہ کیا گیا اور دارالعلوم پلندری کو آزاد کشمیر کے مرکزی دینی ادارہ کی حیثیت دے دی گئی

تنظیم میں وسعت

۵۱ء میں "جمعیۃ علماء پونچھ" کے زعماء نے اس تنظیم کو پوری ریاست آزاد کشمیر تک وسعت دینے کا فیصلہ کیا۔ چنانچہ جامع مسجد راولپنڈی میں جمعیۃ کی دعوت پر آزاد کشمیر کے مختلف علاقوں سے علماء کرام کا ایک نمایندہ کنونشن منعقد ہوا۔ جس میں جمعیۃ علماء اسلام آزاد کشمیر کے نام سے تنظیم کے قیام کا فیصلہ کیا گیا۔ مولانا محمد یوسف میرواعظ رحمہ کو صدر اور مولانا محمد یوسف خاں پلندری کو ناظم اعلیٰ منتخب کیا گیا جبکہ میرپور سے مولانا عبداللہ سیاکھوی اور مظفر آباد سے مولانا عبدالرحمٰن و مولانا عبدالقدوس نائب صدر چنے گئے۔ مرکزی دفتر کی نظامت حضرت مولانا مفتی عبدالمتین صاحب (حال مفتی ضلع پونچھ) کے سپرد کی گئی۔ پوری ریاست میں دفاتر قائم کئے گئے اور شاخیں قائم کی گئیں اور ۵۸ء تک دینی و ملی خدمات کے سلسلہ میں علماء کشمیر کی جدوجہد جاری رہی۔

عائلی قوانین نافذ نہ ہوسکے

۱۹۵۵ء میں جمعیۃ علماء اسلام آزاد کشمیر کی تنظیم نو ہوئی۔ حضرت مولانا محمد یوسف میرواعظ رحمہ اپنی مصروفیات اور دیگر مجبوریوں کے پیش نظر عملی جدوجہد سے کنارہ کش ہو گئے۔ جس وجہ سے حضرت مولانا محمد عبداللہ سیاکھوی رحمہ آف میرپور کو جمعیۃ علماء اسلام آزاد کشمیر کا صدر چنا گیا۔ جبکہ مولانا محمد یوسف خاں پلندری بدستور ناظم اعلیٰ رہے۔ عملی جدوجہد سے کنارہ کشی کے باوجود مولانا محمد یوسف میرواعظ رحمہ آخر دم تک جمعیۃ سے وابستہ رہے اور جمعیۃ کو ان کی سرپرستی و نگرانی کا شرف حاصل رہا۔ اس دور میں جمعیۃ کا سب سے بڑا کارنامہ یہ تھا کہ پاکستان میں سابق صدر محمد ایوب خاں نے بدنام زمانہ عائلی قوانین طاقت کے زور سے نافذ کئے تو آزاد کشمیر کی حکومت کو بھی اس کے نفاذ پر مجبور کیا گیا۔ لیکن جمعیۃ کی زبردست مزاحمت کے باعث آزاد کشمیر کی سرزمین اس خلاف قرآن و سنت قانون سے محفوظ رہی۔ اس کے علاوہ عیسائی مشنریوں نے مغربی پاکستان کے دوسرے علاقوں کے ساتھ ساتھ آزاد کشمیر میں بھی مشنری ادارے قائم کرنا چاہے۔ لیکن علماء کرام کی جدوجہد کے باعث انہیں کامیابی نصیب نہ ہوئی۔ اسی دور میں قادیانیوں نے آزاد کشمیر کے تعلیمی اداروں میں لٹریچر کا وسیع جال پھیلانے کی مذموم کوشش کی مگر جمعیۃ علماء اسلام کی تحریک پر یہ لٹریچر سکولوں سے نکال دیا گیا اور ڈائرکٹر تعلیم کے حکم سے سکولوں میں قادیانی لٹریچر کا داخلہ روک دیا گیا۔ مزید برآں اسی دور میں جمعیۃ علماء اسلام کی جدوجہد پر آزاد حکومت نے دینی مدارس کے لئے سرکاری خزانہ سے گرانٹ منظور کی۔

نعمان پورہ کنونشن

۱۹۶۳ء میں جمعیۃ علماء اسلام آزاد کشمیر کا کنونشن نعمان پورہ باغ میں منعقد ہوا۔ جمعیۃ علماء اسلام پاکستان کے مرکزی ناظم حضرت مولانا عبدالواحد صاحب نے بھی شرکت کی۔ اس موقع پر جمعیۃ کا نام جمعیۃ علماء آزاد کشمیر تجویز ہوا۔ اور نئے انتخابات میں حضرت مولانا محمد یوسف خاں آف پلندری کو صدر اور حضرت مولانا امیر الزمان خاں آف باغ کو ناظم اعلیٰ چن لیا گیا۔

محکمہ افتاء کے قیام کا ذکر ہم کر چکے ہیں۔ اس کے قیام کے بعد متعدد بار یہ کوشش کی گئی کہ کسی نہ کسی طرح اس کو ختم کر دیا جائے۔ کم از کم تین بار سرکاری سطح پر کوشش ہوئی بلکہ ایک بار تو ختم کر دیا گیا۔ لیکن جمعیۃ علماء آزاد کشمیر کی مساعی اسلامی نظام کے اس حرف اول کے خاتمہ میں رکاوٹ بن گئیں۔ خورشید حکومت نے سب سے زیادہ اس کے خاتمہ پر زور دیا۔ لیکن علماء کرام کے سامنے پیش نہ گئی اور حکومت نے محکمہ کو بظاہر باقی

رکھتے ہوئے خالی ہونے والی آسامیاں پُر نہ کرنے کی پالیسی اپنا کر اسے بتدریج ختم کرنے کی راہ اختیار کرلی۔

اسلامی قانون کا بورڈ

آزاد کشمیر کے موجودہ صدر سردار عبدالقیوم خاں جب اسلامی نظام کے نفاذ کے وعدوں کے ساتھ مسندِ اقتدار پر جلوہ افروز ہوئے تو بعض حلقوں کی طرف سے مختلف مذہبی مکاتبِ فکر کے اختلافات کا حوالہ دیکر یہ سوال اٹھا دیا گیا کہ آخر ریاست میں کس مکتبِ فکر کا اسلام نافذ کیا جائے؟ جمعیۃ علماء آزاد کشمیر نے اس کے جواب میں اپنی تنظیم کے دروازے دوسرے مکاتبِ فکر کے علماء کرام کے لئے بھی وا کر دینے کا فیصلہ کیا ۱۹۷۲ء میں راولاکوٹ کے مقام پر کنونشن طلب کیا گیا۔ جس میں دیگر مکاتب فکر کے علماء بھی شریک ہوئے اور اس طرح اسلامی نظام کے مسئلہ پر مخالفین کا آخری حربہ بھی علماء آزاد کشمیر نے ناکام بنا دیا تنظیم میں وسعت کی گئی۔ لیکن عہدہ دار بدستور مولانا محمد یوسف خاں پلندری اور مولانا امیرالزمان خاں ناظم اعلیٰ رہے۔ آزاد حکومت نے خواجہ محمد اقبال بٹ وزیر قانون کی قیادت میں لاء کمیشن قائم کر دیا جس کا مقصد اسلامی قوانین کا مسودہ تیار کرنا تھا۔ اس کمیشن میں حضرت مولانا محمد یوسف خاں پلندری فاضل دیوبند، حضرت مولانا مفتی عبدالمتین صاحب فاضل دیوبند اور مولانا مفتی محمد نذیر فاضل دیوبند کے علاوہ بریلوی مکتبِ فکر کے مولانا عبدالحکیم میرپوری، اہلحدیث مکتبِ فکر کے مولانا محمد یونس اثری مظفر آبادی، مودودی مکتبِ فکر کے مولانا سید مظفر شاہ ندوی اور دیگر متعدد علماء و قانون دان شریک تھے۔

دیوبند کی علمی عظمت کا اعتراف

لاء کمیشن نے کام کی ابتداء حدود شرعیہ کے لئے دفعات کی ترتیب سے کی۔ حدود شرعیہ پر کئے گئے نئے اور پرانے سب اعتراضات جمع کر کے اس مسودہ کی راہ روکنے کی سعی کی گئی۔ لیکن شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف خاں صدر جمعیۃ علماء آزاد کشمیر کے علمی تبحر کے سامنے کسی کی بات نہ چل سکی۔ اعتراضات ہوتے رہے اور حضرت شیخ الحدیث صاحب جواب دیتے رہے حتیٰ کہ اعتراضات کا ترکش خالی ہو گیا اور حدود شرعیہ کی افادیت اور اسلامی نظام کی عظمت کے سامنے سب کی گردنیں جھک گئیں۔

مسودہ مکمل ہوا اور حکومت کے حوالے کر دیا گیا۔ آزاد کشمیر حکومت نے اس مسودہ پر غور و خوض کے لئے ۹ مارچ ۱۹۷۴ء کو وسیع پیمانے پر اجلاس طلب کیا۔ جس میں آزاد کشمیر کے علماء، لاء کمیشن کے ارکان، ریاستی کابینہ کے وزراء، ہائیکورٹ، سیشن کورٹ اور سول کورٹ کے جج صاحبان، محکموں کے سیکرٹری اور اعلیٰ افسران تمام بار ایسوسی ایشنوں کے نمائندے، صوبہ، ضلع، تحصیل کی سطح کے مفتی صاحبان اور چیدہ چیدہ قانون دانوں کے علاوہ پاکستان سے ادارہ تحقیقات اسلامیہ اسلام آباد کے نمائندہ عبدالقدوس ہاشمی اور لاہور سے بریلوی مکتبِ فکر کے ممتاز عالم مولانا مفتی محمد حسین نعیمی بھی شریک ہوئے۔ ۹ مارچ سے شروع ہو کر یہ وسیع تر نمائندہ اجلاس ایک ہفتہ تک صدر آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم خاں کی صدارت میں جاری رہا۔ آزاد کشمیر کی تاریخ میں اپنی نوعیت کا یہ مثالی اجلاس تھا، جسے علماء نے آزاد حکومت کا کارنامہ قرار دیا۔ روزانہ تین اجلاس ہوتے رہے اور مجموعی طور پر کم و بیش ۵۰ گھنٹے بحث ہوئی۔ اس سلسلہ میں ایک دلچسپ پہلو جسے ریاستی حکومت کی ستم ظریفی کہا جائے تو نامناسب نہ ہوگا کہ لاء کمیشن کی رپورٹ کا مسودہ جو انگلش زبان میں تھا۔ انگریزی دان ماہرین قانون کو اجلاس سے ۱۵ دن قبل دیا گیا اور علماء کرام کو انگلش میں یہ مسودہ اجلاس کے آغاز پر مہیا کیا گیا۔ جس وجہ سے علماء کرام کو از حد دقت کا سامنا کرنا پڑا۔

اس بحث کے دوران یوں محسوس ہوتا تھا کہ معترضین حدود شرعیہ کے ساتھ حدیث رسول ﷺ کی حجیت پر اعتراضات کی خصوصی طور پر تیاری کر کے آئے ہیں لیکن حضرت مولانا محمد یوسف خاں صاحب دامت برکاتہم نے ایک ایک اعتراض کا مسکت جواب دیا اور حجیت حدیث و افادیت حدود شرعیہ پر ایسی مدلل گفتگو کی کہ طویل ترین بحث و تمحیص کے باوجود لاء کمیشن کی رپورٹ کو مولانا محمد یوسف خاں کی تین گھنٹے کی اختتامی تقریر کے بعد من و عن تسلیم کئے بغیر کوئی چارہ کار نہ رہا اور حاضرین حضرت مولانا محمد یوسف کے تبحر علمی پر (جو مادر علمی دارالعلوم دیوبند کی تربیت ہی کا اثر ہے) عش عش کر اٹھے۔ صدر آزاد کشمیر سردار عبدالقیوم نے کہا:۔

> "مولانا محمد یوسف کی مخلصانہ علمیت نے اسلامی قانون کی برتری سب سے تسلیم کروالی"

وزیر قانون خواجہ محمد اقبال بٹ نے کہا:۔

> "میں نے ساری زندگی میں مولانا محمد یوسف خاں صاحب مدظلہ جیسا کوئی عالم دین نہیں دیکھا اور میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں جتنا ان سے متاثر ہوا ہوں زندگی بھر کسی سے متاثر نہیں ہوا۔ مجھے اس پر فخر ہے کہ ریاست میں اتنی عظیم شخصیت موجود ہے۔"

حتیٰ کہ جسٹس یوسف صراف جسٹس ہائیکورٹ آزاد کشمیر نے بھی جو اعتراضات میں پیش پیش تھے، حضرت مولانا محمد یوسف خاں کو ان الفاظ کے ساتھ خراج تحسین پیش کیا

> "بلاشبہ مولانا محمد یوسف خاں علم میں ہمارے لئے روشنی کا مینار ہیں اور ہم ان کو داد دیتے ہیں۔"

اس مسودہ پر تمام دینی و عصری مکاتب فکر کا اتفاق و اجماع ہو چکا ہے۔ اور اسی اجلاس میں یہ بھی طے پا چکا ہے کہ صدر آزاد کشمیر اس مسودہ قانون کو ایک آرڈیننس کے ذریعہ نافذ کریں گے اور اس کے بعد ریاستی اسمبلی میں منظوری کے لئے پیش کر دیا جائے گا۔ اب اس کے نفاذ کا انحصار صرف اور صرف سردار عبدالقیوم خاں صاحب پر ہے۔

اگرچہ صدر آزاد کشمیر نے مسودہ کی منظوری کے بعد اپنی تقریر میں یقین دلادیا تھا کہ یہ مسودہ آرڈیننس کے ذریعہ نافذ کر دیا جائے گا۔ اور وزیر قانون اقبال بٹ صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ اپریل میں قانون نافذ کر کے مئی میں اس کی منظوری کے لئے اجلاس طلب کر لیا جائیگا۔ لیکن اب تو مئی بھی گزرتا جا رہا ہے اور کچھ ماضی کے تجربات بھی اعتماد و اعتبار کی فضا کو دھندلا رہے ہیں نہ جانے اس وقت مجھے غالب مرحوم کا یہ شعر کیوں یاد آ رہا ہے

ترے وعدے پر جئے ہم تو یہ جان جھوٹ جانا
کہ خوشی سے مر نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا

بہرحال اتنی بے یقینی بھی اچھی نہیں۔ ہمیں امید کرنی چاہیئے کہ سردار صاحب اس مسودہ قانون کو اگر اب نہیں تو الیکشن سے قبل ضرور نافذ کر دیں گے۔

زکوٰۃ کمیٹی

لاء کمیشن کے علاوہ سردار عبدالقیوم خاں صاحب نے زکوٰۃ و عشر کے نظام کو مرتب کرنے کے لئے وزیر قانون کی قیادت میں زکوٰۃ کمیٹی بھی قائم کی تھی جس نے زکوٰۃ و عشر کا نظام مرتب کر کے اس کا خاکہ مذکورہ بالا اجلاس میں پیش کر دیا اور یہ خاکہ بھی متفقہ طور پر منظور کر لیا گیا۔

محکمہ افتاء کی تجدید

محکمہ افتاء کے سلسلہ میں ہم یہ عرض کر چکے ہیں کہ اس کا قیام بھی جمعیۃ علماء آزاد کشمیر کی جدوجہد کے نتیجہ میں ہوا اور اس کا کسی نہ کسی حد تک بقا بھی جمعیۃ علماء کی مزاحمت کا رہین منت رہا۔ سابق حکومتیں انتہائی کوشش اور حکومت پاکستان کے مسلسل دباؤ کے باوجود اسے ختم نہ کر سکیں اور اگرچہ نئی آسامیوں کو پُر کرنے کی پالیسی بھی بتدریج محکمہ کو ختم کرنے ہی کی پالیسی تھی۔ لیکن پھر بھی کسی نہ کسی حد تک محکمہ کا وجود قائم رہا حتیٰ کہ عبدالحمید خاں صاحب کے دور صدارت میں محکمہ کی چھ آسامیوں کو (ہر ضلع میں دو) مستقل رکھنے کی منظوری دے دی گئی اور اسی طرح ان آسامیوں کے خالی ہونے پر دوبارہ پُر کرنے کی گنجائش نکال لی گئی۔ سردار عبدالقیوم خاں صاحب جب صدر بنے تو انہوں نے اس محکمہ کو توسیع دینے کا فیصلہ کیا۔ اسے امور دینیہ کا مستقل شعبہ قرار دے دیا گیا۔ توسیع کے لئے ۲ لاکھ روپے کا سالانہ بجٹ منظور ہوا۔ سردار صاحب نے اسے اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے اولین قدم قرار دیا اور خالی آسامیوں کو پُر کرنے کے لئے امیدواروں کو انٹرویوز کے لئے طلب کر لیا۔ پہلے انٹرویو میں ۲۰ علماء شریک ہوئے جن میں آٹھ کو مقرر کیا گیا۔ دوسری بار ۳۰ علماء نے انٹرویو دیا۔ ۱۰ کامیاب قرار پائے۔ ۴۰ آسامیوں کے لئے پبلک سروس کمیشن نے ان ۱۰ علماء سے انٹرویو لیکر

۴ علماء کو منتخب کرلیا۔ اس طرح اب اس محکمہ میں مفتیوں کی ۱۶ آسامیاں ہیں اور ان کا سربراہ شعبہ امور دینیہ کا ڈائرکٹر ہے

مفتی صاحبان کی ذمہ داریاں

ابتداء میں مفتی صاحبان کا کام یہ ہوتا تھا کہ (۱) اپنے دائرہ کار میں تبلیغ کریں (۲) پیش آمدہ استفسارات کا جواب دیں اور (۳) جج صاحبان کو اسلامی قانون کے سلسلہ میں رائے دیں۔

اس طرح تحصیل مفتی سب جج کے لئے، ضلع مفتی سیشن جج کے لئے اور صوبائی مفتی ہائیکورٹ کے لئے مشیر کی حیثیت رکھتا تھا۔ شروع میں مفتی صاحبان کی نشستیں جج صاحبان کے ساتھ ہوتی تھیں۔ پھر انہوں نے اپنے دفاتر الگ قائم کر لئے اور اپنی سرکاری ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ مفتیان کرام بعض مسائل میں قاضی کی حیثیت سے فیصلے کرتے رہے۔ خصوصاً مصالحت میں انہوں نے اہم کردار ادا کیا۔ جس سے بہت سے لوگ عدالتوں کے چکر سے بچ جاتے ہیں۔

محکمہ افتاء میں توسیع کے بعد مفتی صاحبان پر یہ ذمہ داری بھی عائد کردی گئی کہ وہ جج صاحبان کے ساتھ بطور مبصر بیٹھیں اور اسلامی قانون کے ساتھ مروجہ قانون کا موازنہ کرتے ہوئے مشاہدہ رپورٹ مرتب کریں چنانچہ مولانا مفتی بشیر احمد مفتی تحصیل باغ (داماد امیر شریعت مولانا محمد عبداللہ خانؒ) اور دیگر تحصیلوں کے مفتیان کرام نے مشاہدہ رپورٹ کی ۲۰ سے زائد قسطیں محکمہ کو مرکزی دفتر بھجوا دیں۔ ۱۶ اگست ۷۳ء کو صدر آزاد کشمیر کی زیر صدارت ایک اجلاس میں اس رپورٹ کا تذکرہ ہوا تو مفتی ضلع پونچھ حضرت مولانا مفتی عبدالمتین صاحب نے اسلامی قانون اور مروجہ قانون کے اختلاف کی نشاندہی کرتے ہوئے تجویز پیش کی کہ اسلامی قانون کے سلسلہ میں علماء کرام اور جج صاحبان کا مشترکہ اجلاس طلب کیا جائے۔ چنانچہ مفتی صاحب کی یہی تجویز ۹ مارچ ۷۴ء کے اس مثالی اجلاس کا محرک بنی۔ جس کا ذکر ہم سطور بالا میں کر چکے ہیں۔

اکابر جمعیۃ

جمعیۃ علماء آزاد جموں و کشمیر کی تنظیمی و تحریکی مساعی جمیلہ کا تذکرہ مکمل نہ ہوگا جب تک ہم جمعیۃ کے قائدین بالخصوص (۱) میرواعظ مولانا محمد یوسف رحمۃ اللہ علیہ۔ (۲) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یوسف خاں مدظلہ اور (۳) مجاہد جلیل حضرت مولانا امیر الزمان خان صاحب کا مختصر تعارف اس میں شامل نہ کریں۔

میرواعظ مولانا محمد یوسفؒ

جہاں تک میرواعظ مولانا محمد یوسفؒ کا تعلق ہے ان کی شخصیت محتاج تعارف نہیں اور جدوجہد آزادی کشمیر سے دلچسپی رکھنے والے حضرات ان کی خدمات اور قربانیوں سے آگاہ ہیں۔ آپ دارالعلوم دیوبند کے فیض یافتہ مستند عالم دین اور خاتم المحدثین حضرت علامہ سید محمد انور شاہ کشمیری نوراللہ مرقدہ کے شاگرد تھے تحریک آزادی کشمیر میں آپ کا شمار صف اول کے رہنماؤں میں ہوتا ہے اور آپ نے اپنے عظیم اکابر کی یاد کو تازہ کرتے ہوئے عزم و استقامت کی شمع روشن کی ہے متعدد بار قید و بند کی صعوبتوں کا سامنا کیا۔ لیکن آخر دم تک آزادی کی تحریک سے وابستہ رہے ۴۹ء سے ۵۷ء تک جمعیۃ علماء آزاد کشمیر کے صدر کی حیثیت سے فرائض سرانجام دیئے۔ بعد میں عملی جدوجہد سے کنارہ کش ہوگئے۔ مگر وابستگی اور نگرانی کی حد تک جمعیۃ کے ساتھ آخر دم تک قائم رکھا۔ آزاد حکومت میں وزیر تعلیم کی حیثیت سے بھی کام کیا۔

مولانا محمد یوسف خاں

مولانا محمد یوسف خاں ۱۹۲۰ء میں پلندری سے کوئی دس میل کے فاصلہ پر واقع ایک قصبہ منگ کے ایک زمیندار گھرانہ میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم مقامی پرائمری سکول میں حاصل کی۔ قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ ایک دن والد ماجد نے کسی بات پر ناراض ہوکر پیٹا تو والد محترم کی یہ مار آپ کے لئے رحمت کا باعث بن گئی۔ آپ نے گھر سے بھاگ کر پنجاب کا رخ کیا اور لاہور پہنچ کر حضرت شیخ الہندؒ کے شاگرد خصوصی اور تحریک آزادی کشمیر کے نامور مجاہد حضرت مولانا غلام حیدرؒ کی خدمت میں رہنے لگے اور ان سے دینی تعلیم کی ابتداء کی۔ کچھ عرصہ ان کی خدمت میں رہنے کے بعد دارالعلوم دیوبند چلے گئے اور باقی تعلیم وہاں مکمل کی۔ غالباً ۴۳ء میں شیخ العرب والعجم حضرت مولانا السید حسین احمد مدنی نوراللہ مرقدہ سے دورہ حدیث شریف کی تکمیل کی۔ راقم الحروف کے والد مکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد سرفراز خاں مدظلہ مفتی ضلع پونچھ حضرت مولانا مفتی عبدالمتین صاحب مدظلہ، پونچھ ہی کے ایک ممتاز عالم دین حضرت مولانا مفتی عبدالحمید صاحب قاسمی اور حضرت مولانا محمد یوسف خاں مدظلہ دورہ حدیث کے ساتھی ہیں اور انہوں نے اکٹھے شیخ مدنیؒ کے سامنے زانوئے تلمذ تہہ کرکے علم حدیث میں سند فراغت حاصل کی۔

مولانا محمد یوسف خاں فراغت کے بعد اپنے علاقہ میں واپس آگئے ڈوگرہ سامراج کے مظالم انتہا پر تھے آپ ظلم و جبر کے خلاف جدوجہد میں علماء حق کے ساتھ شریک ہوگئے اور پورے عزم و استقامت کے ساتھ جہاد آزادی میں حصہ لیا۔ جمعیۃ علماء کے تعارف کے ضمن میں آپ کی جدوجہد کا اشارۃً ذکر ہو چکا ہے۔ ۴۷ء میں آپ نے منگ سے چیکوٹ تک کے محاذ پر مجاہدین کے شانہ بشانہ جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ اس موقع پر گرفتار بھی ہوئے۔ اس کے بعد مہاجرین کو بسانے کے لئے بیت المال قائم کیا۔ ۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں اور پھر ۵۸ء اور ۶۵ء میں بھی سیاسی انتقام کے طور پر پابند سلاسل کئے گئے۔ ۴۹ء سے ۶۳ء تک جمعیۃ علماء آزاد کشمیر کے ناظم اعلیٰ رہے۔ ۶۳ء میں صدر منتخب کر لئے گئے اور اب تک اسی حیثیت سے علماء حق کے قافلہ کی قیادت کر رہے ہیں۔ لا کمیشن کے سلسلہ میں آپ کی بے پناہ خدمات کا تذکرہ سطور بالا میں ہو چکا ہے۔

حضرت مولانا امیر الزمان

مولانا امیر الزمان خاں ۱۹۲۳ء میں پونچھ کے علاقہ تھب میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم آبائی گاؤں کے علاوہ پوٹھہ شریف تحصیل مری، سکھو تحصیل گوجرخان، شاہاں دی ڈھیری کیمبل پور اور پھر مہدپور گجراں، نکودر ضلع جالندھر میں حضرت مولانا مفتی فقیر اللہؒ اور حضرت مولانا عبدالعزیزؒ سے حاصل کی۔ ۳۸ء میں خیر المدارس جالندھر میں داخلہ لیا اور ایک سال تک حضرت مولانا خیر محمدؒ، حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ اور حضرت مولانا محمد عبداللہ رائے پوری حال جامعہ رشیدیہ ساہیوال سے تعلیم حاصل کی۔ ۳۹ء میں سہارنپور کے معروف دینی مرکز مظاہر العلوم میں ایک سال رہے اور ۱۹۴۰ء میں دارالعلوم دیوبند چلے گئے۔ طالب علمی کے دور میں ہی سیاسی تحریکات سے دلچسپی تھی چنانچہ حضرت مدنیؒ کی گرفتاری پر جب دارالعلوم کے طلبہ نے سامراج کے خلاف پرچم بغاوت بلند کر دیا تو اس میں مولانا امیر الزمان پیش پیش تھے۔ حضرت مدنیؒ نے جیل سے پیغام بھیجا کہ طلبہ اگر میری حمایت کرنا چاہتے ہیں تو دارالعلوم کو آباد رکھیں اور اسے نقصان نہ پہنچنے دیں۔ مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ اور مولانا احمد سعید دہلوی کے سمجھانے پر طلبہ کے ہنگاموں کا سلسلہ ختم کیا۔

۴۲ء میں حضرت مولانا سید فخرالدین صاحبؒ سے دورہ حدیث کی تکمیل کی۔ اس وقت شیخ مدنیؒ جیل میں تھے۔ فراغت کے بعد مولانا امیر الزمان خاں گوجرانوالہ پولیس لائن کی مسجد کے ایک سال تک خطیب رہے۔ بعد میں شیخ مدنیؒ رہا ہوئے تو آپ نے دوبارہ دارالعلوم دیوبند جاکر شیخؒ سے بخاری شریف پڑھی اور دوبارہ سند حاصل کی۔ پھر حیدرآباد دکن انجمن اسلامیہ کے زیر اہتمام مسجد میں بچوں کو تعلیم دیتے رہے۔ اس کے بعد دارالعلوم دیوبند کی سند کو بی۔ اے کے برابر تسلیم کرکے محکمہ تعلیمات میں آپ کو لے لیا گیا اور سقوط حیدرآباد تک تدریسی خدمات سرانجام دیتے رہے۔ قیام پاکستان کے بعد جب ہندوستان نے حیدرآباد دکن پر پنجہ گاڑنے کا عزم کیا تو مزاحمت کی جدوجہد میں آپ بھی شامل تھے آپ نے باقاعدہ مسلح ٹریننگ حاصل کی اور ہنگولی کے محاذ پر ایک دستہ کی قیادت کرتے ہوئے بھارتی فوج سے جنگ کی۔ سقوط حیدرآباد کے بعد آپ گرفتار

کر لیے گئے۔ سخت تشدد کا نشانہ بنے۔ لیکن آپ کے خلاف کوئی جرم ثابت نہ کیا جا سکا اور آپ کو بری کر دیا گیا۔ ۱۹۴۸ء میں کراچی آ گئے۔ حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب مدظلہ کے ارشاد پر ایک شکستہ سی مسجد میں امامت اور بچوں کی تعلیم کا سلسلہ شروع کر دیا۔ بعد میں وہاں مسجد کی تعمیر شروع کرائی۔ یہ مسجد خاموش مسجد کے نام سے بندر روڈ متصل بیری ویدر ٹاور کراچی میں واقع ہے۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں بھرپور حصہ لیا جہانگیر پارک میں قادیانیوں کے جلسہ عام کو ناکام بنانے میں آپ نے بنیادی کردار ادا کیا اور گرفتار ہو گئے۔

جب ختم نبوت ایکشن کمیٹی کو حکومت نے یکبارگی گرفتار کر لیا تو تحریک کی خاطر گرفتاریاں پیش کرنے کے لئے کسی پروگرام کے بغیر سارا کام آپ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا اور مسلسل آٹھ دن تک آرام باغ اور دوسرے مقامات سے گرفتاری کے لئے جتھوں کو ترتیب دیتے رہے بالآخر گرفتار ہو گئے۔ آپ کے بعد سات دن تک آپ کے بھائی مولانا عبدالرحیم بھی خدمت سرانجام دینے کے بعد جیل پہنچ گئے۔ مولانا امیر الزمان جب جیل پہنچے تو حضرت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری نے فرمایا کہ بھئی ہم تو گرفتار ہو گئے تھے۔ یہ بعد میں گرفتاریاں کون دلواتا رہا ہے؟ آپ نے حقیقت حال بتائی تو شاہ جی نے اٹھ کر آپ کو سینے سے لگا لیا۔ ۱۱ ماہ جیل میں رہے اور چیف کورٹ میں اپنی گرفتاری کے خلاف کیس دائر کر دیا۔ چنانچہ جسٹس [illegible] مرحوم نے آپ کو بری کر دیا۔

۱۹۵۷ء تک آپ دارالعلوم ٹانکہ واڑہ کراچی میں پڑھاتے رہے۔ پھر آزاد کشمیر چلے آئے اور ۱۹۵۸ء سے ۱۹۶۰ء تک دارالعلوم پلندری میں خدمات سرانجام دیں ۱۹۶۱ء کے مکمل انتخابات میں لیا۔ بی ڈی ممبر منتخب ہوئے پھر بلا مقابلہ یونین کونسل کے چیئرمین بھی چن لئے گئے۔ چھ سال تک اس حیثیت سے کام کیا۔ پھر اس کے بعد الیکشن میں حصہ نہیں لیا ۱۹۶۳ء میں جمعیۃ علماء آزاد کشمیر کے ناظم اعلیٰ منتخب ہوئے اور اب تک جمعیۃ کے ناظم اعلیٰ کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

آزاد کشمیر کے دینی مدارس

آزاد کشمیر میں دینی تعلیم کا رجحان عام ہے۔ پاکستان کے دینی مدارس میں کشمیری طلبہ بکثرت تعلیم حاصل کرتے ہیں اور آزاد کشمیر میں بھی متعدد مدارس تعلیمی سرگرمیوں میں مصروف ہیں۔ جن میں سے چند ایک کا تذکرہ اس موقع پر نامناسب نہ ہوگا۔

(۱) دارالعلوم پلندری، اس کے مہتمم اور شیخ الحدیث مولانا محمد یوسف خاں ہیں۔ ابتداء سے دورۂ حدیث شریف تک مکمل تعلیم کا انتظام ہے۔

(۲) مدرسہ تعلیم القرآن باغ - یہ جناب مولانا حافظ محمد عبداللہ صاحب کی سربراہی میں کام کر رہا ہے۔ ابتدائی کتب کے ساتھ ساتھ حفظ و ناظرہ کا معقول انتظام ہے

(۳) قاسم العلوم نعمان پورہ باغ - یہ مدرسہ مولانا امیر الزمان نے قائم کیا ہے اور حفظ و ناظرہ کے ساتھ درس نظامی کا ابتدائی چار سالہ نصاب پڑھایا جاتا ہے۔

(۴) فیض القرآن جبیں بنگلہ - مولانا گل حسین مہتمم ہیں اور حفظ و ناظرہ کے علاوہ درس نظامی کا تین سالہ ابتدائی نصاب پڑھایا جاتا ہے۔

(۵) جامعہ مدنیہ مجیرہ - یہاں دورۂ حدیث شریف کے علاوہ دیگر کتب کی تعلیم دی جاتی ہے۔ مولانا محمد یونس ہزاروی صدر مدرس ہیں۔

(۶) مدرسہ حنفیہ تعلیم الاسلام عباس پورہ - یہاں بھی حفظ و ناظرہ اور ابتدائی کتب کی تعلیم کا انتظام ہے حاجی محمد افضل مدرسہ کے سربراہ ہیں۔

(۷) جامعہ اسلامیہ راولاکوٹ - یہ مدرسہ مجاہد کشمیر مولانا عبدالعزیز تھوراڑوی فاضل دیوبند نائب صدر جمعیۃ علماء آزاد کشمیر کی سرپرستی میں کام کر رہا ہے حفظ و ناظرہ کے علاوہ درس نظامی کے سہ سالہ نصاب کی تعلیم کا بندوبست ہے۔ مولانا عبدالرزاق صدر مدرس ہیں۔

(۸) دارالسلام چناری - اس کے بانی و مہتمم حضرت مولانا محمد الیاس صاحب ہیں۔ دورۂ حدیث شریف کے علاوہ تمام کتب اور حفظ و قرأت کی تعلیم کا انتظام ہے

ان مدارس کے علاوہ مدرسہ تعلیم القرآن بھمبر، مہتمم مولانا محمد سعید الدین، مدرسہ انوار الاسلام مظفر آباد اور مدرسہ تعلیم القرآن میرپور بھی تعلیمی خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں بیسیوں چھوٹے چھوٹے مدارس تینوں اضلاع میں کام کر رہے ہیں۔ جن کا مالی نظام عوامی چندہ پر چلتا ہے۔ بعض مدارس کو آزاد حکومت اور بعض کو تعلیم القرآن ٹرسٹ راہوالی گوجرانوالہ کی طرف سے تھوڑی بہت گرانٹ ملتی ہے۔

جمعیۃ طلباء اسلام

جمعیۃ طلباء اسلام جموں و کشمیر، پاکستان کے دینی مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے کشمیری طلبہ اور کشمیر کے کالجوں و سکولوں میں پڑھنے والے نوجوانوں پر مشتمل ایک نوزائیدہ تنظیم ہے جسے مخلص نوجوانوں کی صلاحیتیں میسر ہیں۔ ڈگری کالج باغ میں اس تنظیم کا قیام ۵ فروری ۱۹۷۳ء کو عمل میں لایا گیا۔ اور جناب محمد ضمیر ایف اے صدر - جناب عبدالواحد ایف، ایس، سی نائب صدر - جناب محمد زرین ایف اے ناظم اعلیٰ - جناب محمد گلزار ایف ایس سی ناظم - جناب محمد گلباز ایف اے ناظم نشر و اشاعت اور جناب محمد حیات ایف اے ناظم مالیات پر مشتمل مجلس عاملہ چنی گئی۔ ان باہمت نوجوانوں نے سعی مسلسل سے ضلع پونچھ کے کالجوں اور ہائی سکولوں میں جمعیۃ کی شاخیں قائم کیں۔ چنانچہ اب تک (۱) انٹر کالج عباس پور (۲) ہائی سکول ملوٹ (۳) ہائی سکول ریڑہ (۴) ہائی سکول چوکی (۵) ہائی سکول باغ اور (۶) انٹر کالج کھوڑہ میں جمعیۃ کے باقاعدہ یونٹ کام کر رہے ہیں۔

ادھر پاکستان کے دینی مدارس میں بھی جمعیۃ طلباء اسلام جموں و کشمیر کی متعدد شاخیں قائم ہوئیں اور کشمیری طلباء کو منظم کرنے میں جناب محمد اسماعیل فاروقی (۲) جناب محمد نذیر فاروقی (۳) جناب کمال الدین آزاد (۴) جناب عبدالمجید اور (۵) جناب ضیاء الرحمٰن جہلمی نے نمایاں کردار ادا کیا۔ ابتداءً اس نام سے دو الگ الگ تنظیمیں مصروف عمل تھیں۔ لیکن حضرت مولانا محمد یوسف خاں صاحب آف پلندری کے ارشاد پر دونوں گروپ متحد ہو گئے اور اب جمعیۃ طلباء اسلام جموں و کشمیر کے یہ باہمت نوجوان عظیم الشان باغ کنونشن کی کامیابی کے لئے ہمہ تن مصروف عمل ہیں۔

آزاد کشمیر کی سیاسی صورت حال

۱۹۴۷ء کی تحریک آزادی کے نتیجہ میں تین اضلاع مظفر آباد، پونچھ اور میرپور پر مشتمل علاقہ میں آزاد ریاست جموں و کشمیر کی حکومت کا قیام عمل میں لایا گیا تھا اور مقبوضہ کشمیر کی کامل آزادی اس حکومت کا مقصد وحید قرار پایا تھا۔ قیام حکومت کے بعد سے اب تک متعدد جماعتیں برسر اقتدار آ چکی ہیں اور آزاد کشمیر کی قابل ذکر سیاسی جماعتیں مسند اقتدار پر فائز رہ چکی ہیں۔ لیکن تحریک آزادی کے سلسلے میں ۱۹۴۷ء کے بعد سے اب تک "ہنوز روز اول است" والا قصہ ہے۔ یہ درست ہے کہ آزاد کشمیر کی ریاستی سیاست کو پاکستانی سیاست سے الگ کر کے دیکھنا مناسب نہیں ہے۔ اور یہ بات بھی تسلیم ہے کہ قیام پاکستان کے بعد سے اب تک پاکستان میں جتنی حکومتیں برسر اقتدار آئی ہیں کشمیر کی آزادی کے لئے ان کی طرف سے کوئی مؤثر کوشش نہیں کی گئی لیکن آزاد کشمیر کی سابق حکومتیں اور موجودہ ان مشکلات کے باوجود جذبۂ جہاد کو فروغ دینے، تحریک آزادی کو باقی رکھنے اور نئی پود کو ذہنی و عملی طور پر جہاد آزادی کے لئے تیار کرنے کی خاطر جو کچھ کر سکتی تھیں اور جو کچھ انہیں کرنا چاہئے تھا، آزاد کشمیر کی سرزمین میں اس کا فقدان نظر آتا ہے۔ اس کے ساتھ ہی کشمیری لیڈروں کی سیاسی روش اور کردار پر نگاہ ڈالی جائے تو معاملہ اور زیادہ مایوس کن نظر آتا ہے۔

آزاد کشمیر کے سیاسی راہنماؤں اور جماعتوں نے ہمیشہ اپنے فکری و عملی وسائل کو تحریک آزادی کی نشوونما کی خاطر صرف کرنے کی بجائے تین اضلاع کی محدود اختیارات والی حکومت کے حصول اور سیاسی اکھاڑ پچھاڑ میں صرف کیا ہے۔ آزاد حکومت کے قیام کے بعد سے ایک چند ابتدائی ایام کی استثناء کے ساتھ آزاد کشمیر کی مجموعی صورت حال کا تجزیہ کیا جائے تو سوائے مایوسی کے اور کچھ نظر نہیں آتا۔ آزاد کشمیر کے سیاسی راہنما مجھے اس جسارت پر معاف فرمائیں مگر مجھے یہ کہنا پڑتا ہے، کہ انہوں نے آزادی کی تحریک کو عملی رنگ دینے کی کوئی سنجیدہ کوشش نہیں فرمائی اور وہ اب تک آزادی کشمیر کے عظیم مقصد اور ریاستی اقتدار کی سیاست میں فرق ہی نہیں کر سکے ورنہ اگر وہ پارٹی بازی کی سیاست سے

بالاتر ہو کر تحریک آزادی کو جدید فکری و عملی خطوط پر منظم کرتے اور اس عظیم مقصد میں سیاسی رقابت کے جذبات کو حائل نہ ہونے دیتے تو تمام تر مشکلات کے باوجود آج تحریک آزادی کی یہ صورت ہرگز نہ ہوتی جو اس وقت دکھائی دے رہا ہے۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ آزاد کشمیر کے سیاسی لیڈر آزادی کے لئے تین اضلاع پر ذہنی لحاظ سے اکتفا کر چکے ہیں اور مقبوضہ کشمیر کی آزادی کو سیاسی نعرے کے طور پر استعمال کر کے تین اضلاع کی ریاست میں کرسی اقتدار کا حصول ان کا مقصد سیاست اور مقصد زندگی ہے۔ ورنہ وہ محض اقتدار کی جنگ کی خاطر تحریک آزادی کا یہ حشر ہوتا نہ دیکھ سکتے۔

اس وقت صورت حال یہ ہے کہ نعروں اور جذبات کی دنیا سے ہٹ کر اور پروپیگنڈا کے محاذ سے قطع نظر حقائق و عمل کی دنیا میں تحریک آزادی خود اپنے وجود کی تلاش میں ہے۔ ہمیں پاکستانی حکومتوں کی بے عملی سے بلکہ دو عملی سے بھی انکار نہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ پاکستان کی مفاد پرست حکومتوں نے کشمیر کے مسئلہ کو سرد خانہ کی نذر کرنے کے لئے کیا کچھ کیا ہے۔ لیکن صرف اتنی سی بات سے آزاد کشمیر کے سیاست دان اپنی ذمہ داریوں سے پیچھا نہیں چھڑا سکتے۔ آج بھی حکومت پاکستان کی پالیسی کشمیر کے بارے میں دو عملی کی پالیسی ہے۔ وزیر اعظم بھٹو نے آزاد کشمیر کے دورہ میں ایک طرف یہ بات کہہ کے آزاد کشمیر کے مظلوم عوام کے مقہور جذبات کو مٹھی میں لیا کہ وہ پورے کشمیر میں ہڑتال کی اپیل کر کے اس مسئلہ کو نئے سرے سے زندہ کر دیں گے اور دوسری طرف آزاد کشمیر کو صوبہ بنانے کی بات چھیڑ کر نہ صرف عملاً اس مسئلہ کو ختم کرنے کی طرح ڈال دی بلکہ آزاد کشمیر کے عوام کو ایک نئی بحث میں الجھا کر اصل مقصد سے ان کی توجہ ہٹانے کی سعی کی۔

آزاد کشمیر کو صوبہ بنانے کی بات بڑی خوبصورتی سے کہی گئی ہے۔ اس بات کو لوگوں کے حلق سے اتارنے کے لئے دلائل کا بیلن لگایا جا رہا ہے اور "حقائق" کو تسلیم کرنے کے لئے آزاد کشمیر کے عوام کو بڑے منظم طریقے سے ذہنی طور پر تیار کیا جا رہا ہے۔ اگرچہ آزاد کشمیر کی سیاسی پارٹیاں رسمی طور پر اس تجویز کی مخالفت کر رہی ہیں حتیٰ کہ پیپلز پارٹی کے بعض حلقوں نے بھی اس کے خلاف بیانات دیئے ہیں۔ لیکن اس تجویز کو "حقوق و مفادات سیاسی مراعات اور حقائق" کے ہتھیاروں کے ساتھ جس طرح مسلح کیا جا رہا ہے۔ اس کے پیش نظر یہ توقع نہیں کی جا سکتی کہ آزاد کشمیر کے سیاسی حلقے اس کی مخالفت میں زیادہ دیر تک ثابت قدم رہ سکیں گے یا یہ مخالفت کسی مرحلہ پر مزاحمت کا روپ دھار سکے گی۔ پھر الیکشن بھی قریب آ رہے ہیں اور وزیر اعظم بھٹو ان کو انتخابات سے قبل آزاد کشمیر کے سیاسی مستقبل کے بارے میں کچھ نہ کچھ فیصلہ کر دینا چاہتے ہیں۔ اگر یہ "کچھ نہ کچھ" ہو گیا تو پھر تحریک آزادی کے مستقبل کے بارے میں کچھ زیادہ سوچ بچار کی ضرورت باقی نہیں رہتی معاملہ صاف ہو کر سامنے آ جاتا ہے۔

یہی حال ریاست میں اسلامی نظام کے نفاذ کا ہے کم و بیش ہر حکومت نے ریاست میں اسلامی نظام کے نفاذ کا لوگوں سے وعدہ کیا۔ لیکن مسندِ اقتدار کے حصول کے بعد یہ وعدے سیاسی وعدے ثابت ہوئے نتیجتاً آج بھی ریاست پاکستان کی طرح اسلامی نظام کی برکات سے محروم ہے۔

علماء کشمیر کی سیاسی قوت

یہی وجہ ہے کہ آزاد کشمیر کے علماء کرام کی نمائندہ تنظیم جمعیتہ علماء آزاد کشمیر جس نے ہر حکومت کے ساتھ تحریک آزادی اور اسلامی نظام کی خاطر مخلصانہ تعاون کیا ہے۔ اس کے زعماء اب کچھ مایوس سے دکھائی دیتے ہیں اور حالات رفتہ رفتہ انہیں اس فیصلہ کے لئے مجبور کر رہے ہیں کہ وہ اپنا وزن دوسروں کے پلڑے میں ڈالنے کی بجائے اپنا سیاسی وجود تسلیم کرائیں اور دوسری سیاسی جماعتوں سے مطالبات کے چکر میں پڑنے کی بجائے خود اسمبلی میں پہنچ کر اسلامی نظام کے نفاذ کے لئے عملی اقدامات کریں۔ جمعیتہ علماء آزاد کشمیر کے زعماء کی اس سوچ کی پشت پر ۲۵ سالہ ماضی کا تجربہ ہے۔ اور وہ شاید اب اپنی راہ خود متعین کرنے ہی کا فیصلہ کریں گے۔ بہر حال اس سلسلہ میں یقینی بات قائد جمعیتہ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب کے دورۂ کشمیر کے بعد ہی کہی جا سکتی ہے البتہ اگر علماء نے یہ فیصلہ کر لیا تو انہیں آنے والے انتخابات میں اپنا سیاسی وجود منوانے کے لئے کچھ زیادہ وقت پیش نہیں آئے گی۔ عوام دوسروں کو اچھی طرح آزما چکے ہیں اور علماء پر ریاستی عوام کا بے پناہ اعتماد خصوصاً پونچھ کے علماء کی سیاسی و ملی خدمات ان کے شاندار سیاسی مستقبل کی غمازی کرتی ہیں۔

آئندہ الیکشن

سال رواں کے آخر میں ریاستی اسمبلی اور صدر ریاست کا انتخاب ہونا ہے۔ وزیر اعظم بھٹو نے کشمیری لیڈروں کی جو کانفرنس طلب کر رکھی ہے۔ اس میں یہ فیصلہ ہو گا کہ کیا آزاد کشمیر میں صدارتی نظام ہی رہنے دیا جائے یا پارلیمانی نظام رائج کیا جائے۔ نیز آزاد کشمیر کے سیاسی مستقبل کا کس طرح تعین کیا جائے۔ لیکن الیکشن خواہ پارلیمانی نظام کے تحت ہو یا صدارتی نظام کے تحت بہر حال ہو گا ضرور! اور اس کے لئے مختلف سیاسی پارٹیاں میدان عمل میں کودنے کے لئے خم ٹھونک رہی ہیں۔ ریاستی سیاسی جماعتوں میں (۱) آل جموں و کشمیر مسلم کانفرنس جس کے صدر سردار محمد ابراہیم اور قائد سردار عبدالقیوم ہیں (۲) آزاد مسلم کانفرنس جس کے چوہدری نور حسین ہیں اور (۳) لبریشن لیگ جس کے صدر کے ایچ خورشید خصوصاً قابل ذکر ہیں۔ ان کے علاوہ پاکستان پیپلز پارٹی بھی ریاست میں قائم ہو چکی ہے۔ سنا ہے کہ جماعت اسلامی بھی بہت جلد ریاست میں اپنے وجود کا اعلان کرنے والی ہے۔ اور جمعیتہ علماء آزاد جموں و کشمیر کے زعماء بھی الیکشن میں حصہ لینے کے بارے میں سنجیدگی سے سوچ رہے ہیں ان حالات میں آئندہ انتخابات یقیناً معرکے کے الیکشن ہوں گے۔ اور اس دفعہ ریاستی سیاست کی بجائے پاکستانی سیاست کے کارفرما ہونے کے امکانات زیادہ روشن نظر آتے ہیں۔ ویسے تو ریاستی سیاست کا زیادہ تر دار و مدار قبائلی سسٹم پر ہے اور ریاستی جماعتیں منشور کی بنیاد پر کم اور برادری سسٹم کی بنیاد پر زیادہ ووٹ حاصل کرتی ہیں لیکن اب شاید سیاسی افکار و خیالات بھی برادری سسٹم کے رجحانات کے ساتھ ساتھ الیکشن کے عوامل میں شامل ہو جائیں۔ بہر حال اگر جمعیتہ علماء آزاد کشمیر نے اپنے طور پر یا جمعیتہ علماء اسلام پاکستان کے ساتھ الحاق کر کے جس صورت میں بھی انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کر دیا تو یہ آزاد کشمیر کی سیاست میں یقیناً ایک دھماکہ ہو گا۔ جس کے نتائج وسیع اور دور رس ہوں گے۔

آزاد کشمیر کے مسائل

آخر میں نامناسب ہو گا اگر ہم آزاد کشمیر کے عوامی مسائل کا ذکر نہ کریں۔ یہ مسائل جو انسانی مسائل ہیں اور جن کا تعلق انسانی حقوق سے ہے اب تک حل طلب ہیں اس کی ذمہ دار آزاد حکومت ہو یا پاکستان گورنمنٹ بہر حال اتنی بات مسلّم ہے کہ آزاد کشمیر کے عوام کو ابھی تک ان کے بعض بنیادی حقوق سے محروم رکھا گیا ہے اور اس امر نے یاس اور بے یقینی کی فضا پیدا کرنے میں بنیادی کردار ادا کیا ہے

روزگار آزاد کشمیر کا سب سے بڑا مسئلہ روزگار کا مسئلہ ہے۔ ریاست میں روزگار بالکل نہیں۔ زیادہ تر لوگ فوج میں ملازم ہیں اور اس کے بعد ریاست کے غریب عوام پاکستان کی طرف کوچ کر کے اپنے اور غریب بچوں کے لئے محنت مزدوری کرنے پر مجبور ہیں۔ ریاست میں صنعت و حرفت کا کوئی انتظام نہیں جبکہ لکڑی ریاست کے وسیع جنگلات میں وافر ہے۔ اگر لکڑی کی صنعت ماچس کے کارخانے اور گندہ بیروزہ کے کارخانے ہی لگا دیئے جائیں تو عوام کو کافی حد تک روزگار فراہم ہو سکتا ہے

بجلی پھر کس قدر ستم ظریفی ہے کہ بجلی پیدا کرنے کا مرکز "منگلا ڈیم" آزاد کشمیر میں واقع ہے لیکن آزاد کشمیر کے ایک وسیع علاقہ کو بجلی میسر نہیں۔ بڑے بڑے شہر تک محروم ہیں۔ بجلی اگر ریاست کے شہروں کو دے دی جائے تو چھوٹی موٹی صنعتیں قائم ہو سکتی ہیں۔

بھیڑ بکریاں ریاست کے بعض حصوں میں بھیڑ بکریاں پالنے کا رواج ہے اور اس دور میں اون کی قدر و قیمت محتاج وضاحت نہیں۔ اگر اون کی تجارت و صنعت کو منظم

(باقی صد ۱۴ پر)



بلوچستان کو ملک سے الگ کرنے کی سازش

ناکام بنادی جائے گی (قائد جمعیۃ)

مولانا محمد خاں شیرانی بلوچستان جمعیۃ کے امیر منتخب کر لئے گئے

کوئٹہ میں عظیم الشان صوبائی کنونشن اور جلسہ عام سے قائدین جمعیۃ کا خطاب

جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کا ایک روزہ صوبائی تربیتی کنونشن ۷ رمئی کو صبح ۹ بجے مدرسہ مطلع العلوم بروری روڈ کوئٹہ میں شروع ہوا۔ جس میں صوبہ بھر کی تمام شاخوں سے تقریباً ۲۰۰۰ مندوبین نے شرکت کی۔ اس تربیتی کنونشن میں صوبہ بھر سے جید علماء دین کے علاوہ دیگر صوبوں سے بھی علماء نے کافی تعداد میں شمولیت کی دیگر شخصیات کے علاوہ قائدین جمعیۃ حضرت درخواستی صاحب۔ حضرت مفتی محمود صاحب۔ مولانا عبید اللہ انور صاحب۔ مولانا سعید احمد صاحب رائے پوری اور مولانا غلام ربانی صاحب بھی شریک ہوئے۔ جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے صدر محمد اسلوب قریشی۔ جنرل سیکرٹری مطلوب علی زیدی اور جمعیۃ طلباء اسلام پنجاب کے صدر رانا شمشاد علی صاحب بھی خصوصی دعوت پر اس کنونشن میں شرکت کے لئے کوئٹہ پہنچے۔

کنونشن کی پہلی نشست صبح نو بجے تلاوت قرآن پاک سے زیر صدارت مولانا غلام حیدر صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام لورالائی شروع ہوئی۔ کارکنوں کی تربیت کے لئے مختلف موضوعات پر رہنمایان جمعیۃ نے مقالات پڑھے۔ جن کی تفصیل یہ ہے:۔

(۱) "علماء کے فرائض اور عصر حاضر میں ان کا مشاورتی کردار"۔ قاری ولی محمد صاحب آف چمن۔

(۲) "اسلامی نظام کی اہمیت"۔ مولانا محمد یعقوب صاحب امیر جمعیۃ ضلع قلات

(۳) "ہم مایوس نہیں"۔ مولانا جان محمد صاحب امیر جمعیۃ ضلع سبی۔

(۴) "جمعیۃ کی جدوجہد"۔ مولانا نیاز محمد صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ ضلع سبی۔

(۵) "جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی جدوجہد"۔ سید مطلوب علی زیدی جنرل سیکرٹری جمعیۃ طلباء اسلام

(۶) "ملکی سیاسیات اسلامی و قومی نقطہ نظر سے"۔ محمد زمان خاں صاحب اچک زئی (جنرل سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان)

(۷) بلوچستان کی سیاسی صورت حال اور گذشتہ دو برس کے دوران صوبائی سیاست کا اتار چڑھاؤ"۔ قاضی عبدالستار صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ ضلع قلات

آخر میں مولانا غلام حیدر صاحب نے صدارتی خطبہ ارشاد فرمایا۔

دوسری نشست بعد از ظہر شروع ہوئی۔ اس نشست کی صدارت الحاج امیر محمد صاحب نے فرمائی حاجی عبدالقیوم صاحب، حاجی سید محمد رسول صاحب فرہادی۔ سید ضیاء الدین صاحب۔ آغا لاجوری نے پرجوش نظمیں سنائیں۔ ان کے بعد مولانا عبید اللہ انور صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام پنجاب نے شرکاء کنونشن سے خطاب فرماتے ہوئے سید شمس الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کو سراہا اور انہیں خراج عقیدت پیش کیا اور اس سیاسی قتل پر حکومت کی سخت مذمت فرمائی ان کے بعد قائد جمعیۃ حضرت مفتی محمود صاحب نے خطاب فرمایا۔ آپ نے علماء کو تلقین کی کہ جہاد کے لئے کمربستہ ہو جائیں۔ اس ملک میں اسلامی نظام کی ترویج کے لئے جانی و مالی قربانی دینے کے لئے تیاری کرنا عین جہاد ہے آپ نے بلوچستان کی سیاسی صورت حال پر سخت تشویش کا اظہار کیا۔ ان کے بعد امیر جمعیۃ حضرت مولانا عبداللہ درخواستی نے خطاب فرمایا اور جمعیۃ کی کامیابی کے لئے اور اس ملک میں اسلامی نظام کے قیام کے لئے دعا فرمائی۔

جلسہ عام۔ اسی روز بعد از نماز عشاء جمعیۃ بلوچستان کے زیر اہتمام جلسہ عام کا انعقاد ہوا جس میں مندوبین کنونشن کے علاوہ کوئٹہ کے ہزاروں شہریوں نے شرکت فرمائی۔ جلسہ عام رات ۲½ بجے تک جاری رہا۔ بلوچستان کی تاریخ میں اتنا طویل جلسہ کبھی نہیں ہوا تھا۔ مقررین نے اس جلسہ میں ملکی سیاسی صورت حال خصوصاً صوبہ بلوچستان کے سیاسی حالات پر سیر حاصل تبصرہ فرمایا۔

جلسہ عام کی صدارت مولانا محمد خاں صاحب ناظم اعلیٰ جمعیۃ ضلع ژوب نے فرمائی۔ مختلف شعراء کرام کی نظموں کے بعد قاری حماد اللہ صاحب شفیق سالار جمعیۃ ضلع رحیم یار خاں۔ محمد اسلوب قریشی صدر جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان۔ مولانا سعید احمد صاحب رائے پوری حضرت مفتی محمود صاحب اور حضرت درخواستی نے خطاب فرمایا۔

حضرت مفتی صاحب نے خطاب فرماتے ہوئے حکومت کی پالیسیوں پر سخت تنقید کی۔ انہوں نے حمود الرحمن کمشن رپورٹ شائع کرانے کا مطالبہ کیا اور بلوچستان

سیاسی مقدمات واپس لئے جائیں

جھنگ۔ جامع مسجد شیخ لاہوری میں جمعیۃ کا ہنگامی اجلاس زیر صدارت الحاج صوفی علی محمد صاحب منعقد ہوا۔ مندرجہ ذیل قراردادیں پاس کی گئیں:

(۱) جمعیۃ علماء اسلام جھنگ کا یہ اجلاس حکومت سرحد کے اس اقدام کی شدید مذمت کرتا ہے کہ اس نے ملک کے نامور و بزرگ ہستیوں حضرت مولانا محمد عبداللہ درخواستی امیر جمعیۃ علماء اسلام پاکستان، مولانا عبدالحق صاحب اکوڑہ خٹک ایم این اے اور مولانا سمیع الحق صاحب مدیر الحق کے وارنٹ گرفتاری جاری کئے ہیں۔ یہ اجلاس حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وارنٹ واپس لئے جائیں۔

(۲) جمعیۃ علماء اسلام کا یہ اجلاس جھنگ مگھیانہ کمیٹی کی شہر میں صفائی کا انتظام نہ کرنے پر اظہار مذمت کرتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ فوری طور پر صفائی کا انتظام کیا جائے۔

(۳) یہ اجلاس حکومت سے احتجاج کرتا ہے کہ تمام سیاسی راہنماؤں کو رہا کیا جائے اور صوبہ سرحد و بلوچستان میں آئینی حکومت قائم کی جائے اور تمام سیاسی مقدمات واپس لئے جائیں۔

(۴) یہ اجلاس برطانیہ میں ناچ گھر کا نام مکہ رکھنے پر سخت غم و غصہ کا اظہار کرتا اور حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ حکومت پاکستان حکومت برطانیہ سے اس اقدام پر احتجاج کرے۔ نیز ستور کوٹ روڈ ضلع جھنگ میں عیسائیوں کی طرف سے حضرت داؤد علیہ السلام کے متعلق جو ڈرامہ دکھایا ہے اس کی یہ اجلاس سخت مذمت کرتا ہے۔

جمعیۃ ضلع مظفر گڑھ کا اجلاس

جمعیۃ علماء اسلام ضلع مظفر گڑھ کا اجلاس ۳۰ رمئی بروز جمعرات ۱۲ بجے دوپہر بمقام دینی درسگاہ خان گڑھ منعقد ہو رہا ہے۔ امیر ضلع حضرت مولانا عبدالرزاق شاہ صاحب صدارت کریں گے۔ تمام شاخوں کو اطلاع دے دی گئی ہے۔ جن شاخوں کے عہدیداروں کو کسی وجہ سے بروقت اطلاع نہ مل سکی ہو وہ اس اعلان کو غنیمت سمجھ کر اجلاس میں شرکت فرمائیں۔ (چوہدری شرکت علی ناظم عمومی ضلع جمعیۃ)

میں خونریزی کو مشرقی پاکستان کے اسقاط کی کاپی قرار دیا۔ انہوں نے واضح الفاظ میں کہا کہ اس طریقے سے بلوچستان کو ملک سے علیحدہ کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ لیکن جمعیۃ علماء اسلام اس سازش کو کبھی کامیاب نہیں ہونے دے گی۔ انہوں نے مولانا شمس الدین صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کے قتل کو سیاسی قتل قرار دیا۔

مولانا سید شمس الدین شہید اسلام کی شہادت کی وجہ سے صوبائی امیر جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان کے عہدے کے لئے انتخاب ہونا تھا۔ دستور کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام کی رو سے تمام عہدیداران کا انتخاب ہونا لازمی تھا۔ چنانچہ مورخہ ۸ مئی ۱۹۷۴ء کو صوبائی مجلس عمومی جمعیۃ بلوچستان کا اجلاس زیر صدارت مولانا عبدالغفور صاحب مدرسہ عربیہ مطلع العلوم بروری روڈ کوئٹہ میں منعقد ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل صوبائی عہدیدار منتخب کئے گئے۔

مولانا عبدالغفور	سرپرست
مولانا محمد خان شیرانی آف فورٹ سنڈیمن	امیر
مولانا ابوبکر صاحب	نائب امیر اول
مولوی محمد اسحاق صاحب خوستی	نائب امیر ثانی
مولوی عبدالواحد صاحب	״ ״ ثالث
حاجی محمد زمان خان اچکزئی سینیٹر	جنرل سیکرٹری
مولوی محمد یعقوب صاحب	نائب ناظم اول
مولوی غلام سرور	״ ثانی
حاجی سید نصرالدین	خازن
محمد رفیق بھٹی	سیکرٹری اطلاعات
مولوی عبدالمنان	سالار

انتخاب نہایت پرسکون اور پرامن ماحول میں ہوا۔ اجلاس میں حضرت مولانا مفتی محمود صاحب جنرل سیکرٹری کل پاکستان جمعیۃ علماء اسلام نے بھی شرکت فرمائی۔

انتخاب کے بعد حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے فرمایا کہ اراکین صوبائی مجلس عمومی مبارکباد کی مستحق ہیں کیونکہ اس دور میں جبکہ ہر سیاسی پارٹی میں عہدوں کے لئے رسہ کشی اور جھگڑے ہوتے ہیں۔۔۔۔ نظم و نسق کو برقرار رکھتے ہوئے انتخاب نہایت آزادانہ طور پر خوشگوار ماحول میں ہوا اور کسی قسم کی تلخی پیدا نہ ہونے دی۔ جس سے میں نہایت متاثر ہوا

قائد جمعیۃ کا ارشاد ہمیں منظور ہے

جمعیۃ طلباء اسلام جموں و کشمیر کے ناظم اعلیٰ جناب محمد اسماعیل فاروقی نے ایک بیان میں کہا ہے کہ قائد جمعیۃ علماء اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب نے جمعیۃ طلباء اسلام جموں و کشمیر کے دونوں گروپوں پر زور دیا ہے کہ وہ متحد ہو کر کام کریں اور باغ کنونشن کو کامیاب بنائیں۔ میں اپنے تمام ساتھیوں کی طرف سے اعلان کرتا ہوں کہ ہمیں قائد محترم کا یہ ارشاد حرف بہ حرف منظور ہے اور میں جمعیۃ طلباء اسلام جموں و کشمیر کے متوازی

جمعیۃ علماء آزاد کشمیر آئندہ الیکشن میں بھرپور کردار کرے گی

علماء کشمیر نے ہر حکومت کی حمایت کی مگر نتیجہ کچھ نہ نکلا

مولانا امیرالزمان خاں ناظم اعلیٰ جمعیۃ علماء آزاد کشمیر کا بیان

جمعیۃ علماء آزاد کشمیر کے ناظم اعلیٰ مولانا امیرالزمان خان نے ایک بیان میں کہا ہے کہ آزاد کشمیر کے آئندہ انتخابات میں جمعیۃ علماء آزاد کشمیر بھرپور کردار ادا کرے گی۔ آپ نے کہا کہ علماء کشمیر نے ہر حکومت کا اسلامی نظام کے نفاذ اور تحریک آزادی کی خاطر خلوص دل سے ساتھ دیا ہے۔ لیکن آزاد حکومتیں ان دونوں مقاصد کی تکمیل میں ناکام رہی ہیں۔ اس لئے اب علماء کو اپنی راہ خود متعین کرنی ہوگی اور جمعیۃ علماء آزاد کشمیر علماء کشمیر کی اس سلسلہ میں بھرپور راہنمائی کرے گی۔ آپ نے تمام علماء کشمیر سے اپیل کی کہ وہ جمعیۃ کے پلیٹ فارم پر متحد ہو جائیں تاکہ آئندہ لائحہ عمل متفقہ طور پر طے کیا جا سکے

گروپ کے راہنما جناب اشفاق احمد ہاشمی اور ان کے رفقاء کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ باغ کنونشن میں تشریف لائیں۔ ہم ان کا خیر مقدم کریں گے اور ان کی شکایات کو رفع کر کے جمعیۃ طلباء اسلام جموں و کشمیر کو متحد کرنے میں کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔

آپ نے کہا۔ مجھے امید ہے کہ ہاشمی صاحب اور ان کے رفقاء میری دعوت کو قبول کرتے ہوئے باغ کنونشن میں ضرور شریک ہوں گے تاکہ ہم سب مل جل کر باہمی غلط فہمیاں دور کر لینے کے بعد آئندہ لائحہ عمل متفقہ طور پر طے کر سکیں۔

مولانا محمد عمر ضلع لائلپور جمعیۃ کے امیر منتخب ہو گئے

لائلپور۔ جمعیۃ علماء اسلام ضلع لائلپور کی مجلس عمومی کا اجلاس مورخہ یکم مئی ۱۹۷۴ء بروز بدھ بعد از نماز عشاء بمقام الانوری مسجد میں زیر صدارت مجاہد ملت حضرت مولانا سید نیاز احمد شاہ گیلانی ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب منعقد ہوا۔ جس میں ضلع لائلپور کے کثیر تعداد میں اراکین و کارکنان نے شرکت کی۔ صدر اجلاس حضرت شاہ صاحب مدظلہ نے مختصر مگر جامع خطاب فرمایا۔ آپ نے ملک کی تازہ صورت حال، جماعت کی پالیسی اور تنظیمی امور پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ آپ نے اکابرین علماء دیوبند کے سنہری کارناموں اور ان کی دینی، ملی سیاسی جدوجہد کو زبردست خراج تحسین پیش کیا آپ نے ملک میں مکمل طور پر اسلامی نظام حیات کے نفاذ پر زور دیا اور کارکنوں کو اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے پر زور دیتے ہوئے فرمایا۔ ہمیں چاہیئے کہ اکابرین کے مشن کو جاری رکھیں اور پوری محنت کے ساتھ کام میں لگ جائیں۔ ہمارا مشن حق و صداقت کی سربلندی کے لئے ہے انشاءاللہ کامیاب ہوں گے۔ آپ کی نگرانی میں ضلعی امیر کا انتخاب عمل میں آیا۔ چونکہ سابقہ امیر ضلع مولانا مفتی محمد یوسف الحسینی وفات پا چکے ہیں۔ ان کی جگہ نئے امیر کا تقرر ہونا تھا۔ کثرت رائے سے مولانا محمد عمر صاحب لدھیانوی آف ٹوبہ ٹیک سنگھ کو امیر ضلع اور خواجہ محمد اکرم بٹ صاحب آف لائلپور کو نائب امیر اول منتخب کیا گیا۔ جس کی تمام اراکین و کارکنان نے متفقہ طور پر تائید کی اور مندرجہ ذیل قرارداد پاس کی گئیں

(۱) یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں جلد از جلد قرآن و سنت کے مطابق اسلامی قانون نافذ کیا جائے اور قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا جائے۔ ان کو کلیدی آسامیوں سے الگ کیا جائے

(۲) یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں مکمل طور پر جمہوریت بحال کی جائے تمام سیاسی قیدیوں کو رہا کیا جائے۔ ہنگامی حالات ختم کئے جائیں اور ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی پر فوراً قابو پا کر غریب عوام کی پریشانی کو دور کیا جائے۔

(۳) یہ اجلاس حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ صوبہ بلوچستان کے ڈپٹی اسپیکر، عظیم سیاسی راہنما اور عالم دین مولانا سید شمس الدین کے قاتلوں کو فوراً گرفتار کر کے عبرتناک سزا دی جائے۔

(۴) یہ اجلاس لائلپور کے مشہور صحافی جناب سید محمد وکیل جیلانی مدیر اعلیٰ روزنامہ پیغام لائلپور کی والدہ محترمہ کی وفات حسرت آیات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے اور مرحومہ کے لئے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے کہ مرحومہ کو کروٹ کروٹ اپنی رحمتوں سے نوازے اور جنت الفردوس میں مقام عطا فرمائے جناب جیلانی صاحب اور دیگر لواحقین کو صبر جمیل کی توفیق عطا فرمائے۔

سلیم خان میں جلسہ

موضع سلیم خان ضلع کیمبل پور میں جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام ۲۶ مئی بروز اتوار عظیم الشان جلسہ عام منعقد ہوگا۔ جس میں مولانا قاری محمد حنیف ملتانی مولانا حافظ محمد دلبر اور مولانا سعید الرحمٰن علوی خطاب کریں گے۔

بقیہ
طلباء کی سرگرمیاں

صوبہ پنجاب کے اضلاع متوجہ ہوں

جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ پنجاب کے ضلع وارکنونشن یک روزہ ۲۰ جون سے ۱۰ جولائی تک منعقد ہوں گے، اور ۱۵ جولائی کو صوبہ پنجاب کا انتخاب نو ہوگا۔ تمام اضلاع کے صدر صاحبان اپنی اپنی ضلعی میٹنگ یا کنونشن کی تاریخ سے اپنے لئے کوئی تاریخ منتخب کر کے ایک خط صوبائی صدر اور دوسرا خط مرکزی ناظم عمومی کے نام بھیجیں۔

(رانا شمشاد علی خاں صوبائی صدر و ناظم انتخابات صوبہ پنجاب)

ڈھرکی

جمعیۃ طلباء اسلام ڈھرکی کا انتخاب زیر نگرانی بشیر احمد صاحب ناظم عمومی منعقد ہوا۔

سرپرست	حافظ محمد یوسف صاحب
صدر	حافظ محمد یعقوب صاحب
نائب صدر	عبدالصمد صاحب
ناظم عمومی	حافظ عطاء اللہ صاحب
ناظم	حافظ عزیز احمد
ناظم نشریات	حافظ عبدالرزاق
خازن	تاج محمد صاحب

حافظ آباد

حافظ آباد ونیکے روڈ میں ایک جلسہ عام ہوا، جس کی صدارت عبدالحمید عاصم نے کی۔

جلسہ سے محمد رشید اختر، مولانا عبدالقیوم صاحب اور مولانا محمد منیر صاحب نے خطاب فرمایا اور مولانا شمس الدین کو شاندار خراج تحسین پیش کیا۔

گوجرانوالہ

جمعیۃ طلباء اسلام مدرسہ انوار العلوم کا اجلاس زیر صدارت احمد سعید شاہ بخاری منعقد ہوا۔ اجلاس سے مختلف مقررین نے خطاب فرمایا اور قراردادیں پاس کیں۔ قراردادیں عزم ٹریکٹ نمبر ۴ میں شائع کر دی جائیں گی۔

ہیڈیالو ضلع خیرپور

شہر ہیڈیالو مجلس شوریٰ کا اجلاس زیر صدارت محترم شمس الدین میمن منعقد ہوا۔ تنظیمی امور پر غور کیا گیا ورکنگ کمیٹی کے عہدیدار منتخب کئے گئے۔ بعد میں نور احمد میمن نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے مولانا شمس الدین شہید کو خراج تحسین پیش کیا اور کہا کہ مولانا کا خون رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ ضرور رنگ لائے گا۔

بقیہ — اداریہ

صنعتی و دفاعی سائنس میں بڑی طاقتوں کے شانہ بشانہ آگے بڑھتے ہیں مضمر ہے اللہ تعالیٰ نے بھی یہی ارشاد فرمایا کہ اپنی استطاعت اور وسائل کی حد تک قوت فراہم کرو۔ اور آج کے دور میں قوت و طاقت کے بغیر کسی قوم کا باوقار طور پہ زندہ رہنا ناممکن ہے۔ اس لئے ہم جس قدر جلد یہ راستہ اختیار کریں گے عالم اسلام کے لئے مفید اور یقین و اعتماد کا باعث ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ہمارے قائدین کو صحیح سمت چلنے کی توفیق عطا فرمائیں۔

آمین یا الہ العالمین

جمعیۃ علماء اسلام ضلع خضدار کا نیا انتخاب

جمعیۃ علماء اسلام ضلع خضدار (بلوچستان) کے سابق انتخاب کو بعض وجوہ کی بنا پہ کالعدم قرار دے کر مندرجہ ذیل نئے عہدہ دار منتخب کئے گئے۔

سرپرست	حضرت مولانا اختر محمد صاحب مصری
امیر	مولانا عبدالکبیر صاحب وڈھ
نائب امیر اول	مولانا احمد صاحب خضدار
" دوئم	قاری عبدالرحمٰن صاحب کرخ
ناظم اعلیٰ	مولانا عبدالمالک میراجی خضدار
ناظم نشر و اشاعت	" " "
ناظم	مولانا قمر الدین صاحب "
خازن	حاجی غلام رسول صاحب دکاندار

طلبہ عقیدہ ختم نبوت کا تحفظ کریں گے

چونڈہ۔ تحریک طلباء تحفظ ختم نبوت پاکستان کے صدر جناب رفیق احمد باجوہ نے گذشتہ روز اپنی رہائش گاہ پہ ایک پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے امیر جمعیۃ علماء اسلام مولانا محمد عبداللہ درخواستی اور دوسرے قائدین جمعیۃ کے وارنٹ جاری کرنے پر حکومت سرحد کی شدید مذمت کی اور علماء کرام کے خلاف تمام مقدمات کی فی الفور واپسی کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ طلباء اس قسم کی مذموم حرکات کو برداشت نہیں کریں گے۔

آپ نے کہا قادیانی ٹولہ مشرقی پاکستان کو اپنی سازشوں کے ذریعہ باقی ماندہ پاکستان کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی سازش کر رہا ہے اور اس مقصد کے لئے اس نے ۲ کروڑ روپے کی خطیر رقم حاصل کر لی ہے۔ اس لئے طلبہ کی ۱۲ تنظیموں کے ایک پلیٹ فارم پہ متحد ہو کر یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہم قادیانی سازش کو ناکام بنانے کے لئے کسی قربانی سے دریغ نہیں کریں گے۔ آپ نے فضا شیدہ سے ظفر چوہدری کی علیحدگی پہ تبصرہ کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ تمام فوجی و سول کلیدی آسامیوں سے مرزائیوں کو برطرف کیا جائے۔

شہید ختم نبوت کا خون رائیگاں نہیں جائیگا

(مولانا عبداللطیف)

مسلمان ناموس رسول صلعم کی خاطر

بڑی سے بڑی قربانی دینگے

کوئٹہ۔ گذشتہ رات سنہری مسجد کوئٹہ میں شہید ختم نبوت مولانا سید محمد شمس الدین شہید کی یاد میں منعقدہ ایک عظیم الشان جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے مرکزی مبلغ ختم نبوت مولانا محمد عبداللطیف صدیقی نے کہا کہ مسلمانوں کے پاس چودہ سو سال قبل پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے والا آئین یعنی قرآن پاک ہے۔ یہ عظیم آئین آج تک موجود ہے اور قیامت تک موجود رہے گا۔ انہوں نے کہا کہ جب تک ہم اپنی زندگیوں کو اسلامی آئین کے مطابق نہیں ڈھالیں گے جہالت کے اندھیرے ختم نہ ہوں گے۔ انہوں نے کہا کہ ہر دور میں بعض اسلام دشمن افراد نے طاقت کے نشے میں اس دستور کو مٹانے کی کوشش کی۔ لیکن دستور تو نہ مٹ سکا بلکہ وہ ظالم و جابر خود مٹ گئے۔

مولانا عبداللطیف صدیقی نے کہا کہ مرزائیوں نے بلوچستان میں ژوب کے مقام پہ تحریف شدہ قرآن پاک تقسیم کئے تھے۔ لیکن بلوچستان کے غیور مسلمانوں نے مرزائیوں کے ناپاک عزائم کو خاک میں ملا دیا اور فورٹ سنڈیمن سے اس کذاب و دجال فتنہ کا خاتمہ کر دیا۔ اور اسی انتقامی جذبے کے تحت مرزائیوں نے مولانا سید شمس الدین شہید کو ایک سازش کے تحت شہید کروا دیا۔

مولانا نے کہا کہ شہید ختم نبوت کا خون رائیگاں نہیں جائے گا بلکہ مسلمان ناموس رسول صلعم کی خاطر بڑی سے بڑی قربانی دیں گے۔ اور انشاء اللہ بلوچستان سے فتنہ قادیانیت کو نیست و نابود کر دیا جائے گا۔

دفتر ختم نبوت میں قرآن خوانی ہوئی جس میں مولانا محمد انور صاحب، قاری غلام محمد عباسی، مولانا فیض احمد فیض اور جناب سعید اقبال ایڈیٹر ہفت روزہ ندائے بلوچستان کے علاوہ کثیر تعداد میں اراکین نے شرکت کی۔ مولانا محمد انور شاہ عبید نے شہید ختم نبوت کے لئے دعائے مغفرت کرائی۔

بقیہ — آزاد کشمیر

بنیادیں فراہم کر دی جائیں تو اس سے بھی روزگار کے مسئلہ کی شدت میں کسی حد تک کمی واقع ہو سکتی ہے۔

ٹیکنیکل ادارہ

پوری ریاست میں ایک بھی ٹیکنیکل ادارہ نہیں اور ریاست کے اکثر باصلاحیت نوجوان وسائل کے فقدان کے باعث فنی تعلیم سے محروم رہتے ہیں

آمد و رفت

آمد و رفت کے وسائل کا فقدان بھی ریاست کا ایک اہم مسئلہ ہے۔ خود مجھے اس دورہ میں اس امر کا شدت کے ساتھ احساس ہوا۔ سڑکوں کی حالت اس قدر ناگفتہ بہ ہے کہ الامان الحفیظ۔ آپ خیال فرمایئے کہ عباس پور سے براستہ کہوٹہ راولپنڈی کم و بیش ۱۱۰ میل ہے۔ لیکن یہ سفر ایک عمدہ حالت کی بس میں راقم الحروف نے ۸½ گھنٹے میں طے کیا۔ اسی طرح جب — مولانا سید عبدالمجید ندیم صاحب، حضرت مولانا سید عبدالمتین صاحب مفتی ضلع پونچھ۔ جناب مفتی ظہور احمد صاحب مفتی تحصیل پلندری جناب قاضی عبدالحفیظ انور نائب صدر جمعیۃ علماء آزاد کشمیر کراچی اور راقم الحروف پر مشتمل قافلہ نے باغ سے عباس پور جانا تھا تو اس فاصلہ کے لئے جو کم و بیش ۳۴½ میل ہے غالباً ۳۰۰ روپے پر ٹیکسی کرایہ پر لی گئی۔ ۲½ بجے ہم باغ سے روانہ ہوئے۔ راستہ میں ایک جگہ ٹیکسی خراب ہو جانے کی وجہ سے ہم لوگ تقریباً ۱½ گھنٹہ جنگلات میں قدرت کے نظاروں سے محظوظ ہوتے رہے اور رات ۹ بجے عباس پور پہنچے۔ اس طرح ۴۰ میل کا یہ فاصلہ ہم نے درمیان کا ۱½ گھنٹہ نکال کر ۴ گھنٹے میں طے کیا۔ یہ تو ان سڑکوں کی حالت ہے۔ جن پر ٹریفک چلتی ہے جہاں ٹریفک نہیں چلتی وہاں کا عالم کیا ہوگا۔

ان مثالوں سے ہی آپ ریاست آزاد کشمیر میں آمد و رفت کے وسائل کے فقدان کا اندازہ کر سکتے ہیں

تعلیم

تعلیم کے بارے میں بہت کچھ دشواریاں ہیں سکولوں کی تعداد ضرورت سے کہیں کم ہے اور دینی مدارس بھی تھوڑے ہیں۔ پھر بھی غنیمت ہیں۔ اس شعبہ میں ایک اہم شکایت کی طرح بعض بزرگوں نے مجھے توجہ دلائی۔ وہ یہ کہ آزاد کشمیر کے سکولوں میں دینیات کی تعلیم تو لازمی کر دی گئی ہے۔ لیکن اس کی تعلیم کے لئے دینیات سے واقف اساتذہ کا تقرر نہیں کیا گیا۔ حتیٰ کہ بعض مقامات پر دینیات کی تعلیم کے لئے ایسے اساتذہ متعین ہیں جو خود اس تعلیم کے محتاج ہیں۔ اس لئے اس امر کی ضرورت ہے کہ دینی مدارس کے باقاعدہ مستند علماء کو سکولوں میں دینیات کی تعلیم کے لئے مقرر کیا جائے ورنہ دینیات کی تعلیم کا مقصد فوت ہو جائے گا۔ یہ ہے آزاد کشمیر کی صورت حال کا

بقیہ — کشمیر تاریخ کے آئینے میں

ہوتی رہی۔ لیکن سرکار پرست مسلمانوں نے جمعیۃ علماء ہند کے ذریعہ تحریک کشمیر کے کسی نتیجہ پر پہنچنے کو اپنے مستقبل کے لئے نیک شگون نہ سمجھتے ہوئے صاحب بہادر کے حضور واویلا کیا اور فرنگی حکمرانوں نے اپنے نمک خواروں اور وفاداروں کی لاج رکھتے ہوئے ان بزرگوں کی مصالحتی مساعی کو کسی مثبت نتیجہ تک نہ پہنچنے دیا۔ اگرچہ اس تحریک کا ظاہری طور پر کوئی مثبت نتیجہ سامنے نہ آیا لیکن اس سے کشمیری مسلمانوں کو جدوجہد آزادی کا حوصلہ اور جرأت ملی اور ۱۹۳۱ء کی اس تحریک کے ساتھ اب تک تحریک آزادی کشمیر کا تسلسل بدستور قائم ہے

(۱۱) سنہ ۴۷ء میں جب برصغیر تقسیم ہوا تو ریاستوں کو اس بات کی آزادی تھی کہ وہ انڈیا یا پاکستان میں سے جس کے ساتھ چاہیں الحاق کر لیں۔ کشمیر کو مسلم اکثریت کی بنا پر پاکستان کا حصہ ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن فرنگی اور اس کے خود کاشتہ پودے قادیانی گروہ نے ایک بار پھر سازش کی۔ پنجاب کی سرحدات کے تعین کے لئے ریڈ کلف ایوارڈ کے سامنے مسلم لیگ کے قادیانی نمایندے ظفر اللہ خاں نے ضلع گورداسپور کے بارے میں مسلمانوں کے موقف کو نقصان پہنچایا۔ ضلع گورداسپور میں قادیانیوں نے اپنے آپ کو مسلمانوں سے الگ قرار دیتے ہوئے اپنا موقف جداگانہ پیش کیا اور قادیان کو کھلا شہر قرار دینے کا مطالبہ کیا۔ قادیان تو کھلا شہر نہ بن سکا البتہ قادیانیوں کی اس حرکت کے باعث ضلع گورداسپور کو غیر مسلم اکثریت کا علاقہ قرار دیکر انڈیا کے حوالے کر دیا گیا۔ جس کی وجہ سے انڈیا کو کشمیر کے لئے راستہ مل گیا اور یہیں سے کشمیر کو بھارت کے تسلط میں دینے کی سازش کی ابتداء ہوئی۔ اگر گورداسپور انڈیا کے پاس نہ جاتا تو کشمیر پر انڈیا کے تسلط کی کوئی راہ نہ تھی

(۱۲) کشمیر کی سیاسی جماعتوں میں سے شیخ عبداللہ کی نیشنل کانفرنس نے انڈیا سے الحاق کا فیصلہ کیا اس جماعت کو ریاستی اسمبلی میں چھ نشستیں حاصل تھیں

مسلم کانفرنس نے چوہدری غلام عباس مرحوم اور حضرت مولانا میر واعظ محمد یوسف کی قیادت میں پاکستان کے ساتھ الحاق کی قرارداد پاس کی۔ اس جماعت کو ریاستی اسمبلی میں ۱۶ نشستیں حاصل تھیں۔ مولانا میر واعظ اور چوہدری غلام عباس مرحوم کو گرفتار کر لیا گیا۔ ادھر پونچھ کے غیور نوجوانوں نے ڈوگرہ سامراج کے خلاف علم بغاوت بلند کر دیا۔ پیر علی اصغر شاہ صاحب کو امیر المجاہدین بنایا گیا اور سردار عبدالقیوم خان نے جنگ آزادی کی قیادت کی۔ باغ، راولاکوٹ۔ نیلا بٹ۔ ہجیرہ، تھوراڑ، پلنگی، آندھیری، سہاوہ وغیرہ مقامات پر مجاہدین آزادی نے بے سروسامانی کے باوجود ڈوگرہ فوج کو شکست دی قیام پاکستان کے بعد پاکستانی فوج اور قبائلی مجاہدین بھی ان مجاہدین آزادی کی امداد کو پہنچ گئے اور کم و بیش سوا سال کی جنگ آزادی کے نتیجہ میں مظفر آباد، پونچھ اور میرپور کے اضلاع ڈوگرہ سامراج سے آزاد کرا لیے گئے جن پر آزاد جموں و کشمیر کی حکومت سردار محمد ابراہیم کی صدارت میں قائم کی گئی۔ قیام حکومت کے بعد پونچھ شہر کے حصول کے لئے بھی معرکے ہوئے۔ ایک موقع پر شہر تین دن تک مجاہدین کے گھیرے میں رہا مگر حکومت پاکستان کی ہدایت پر جنگ بند ہو گئی اور مجبوراً شہر سے پیچھے ہٹنا پڑا۔

(۱۳) گلگت شروع میں کشمیر میں شامل اور اس کا ایک حصہ سمجھا جاتا تھا۔ پھر کشمیر کے ایک انگریز وزیر اعظم کالون نے اپنے دور اقتدار میں اسے براہ راست انگریزی علمداری میں دے دیا۔ تقسیم برصغیر کے وقت انگریز نے پھر اسے مہاراجہ کشمیر ہری سنگھ کے حوالہ کر دیا جس نے وہاں اپنے عمال مقرر کیے۔ لیکن گلگت کے مسلمانوں نے اس تسلط کو قبول نہ کیا۔ ڈوگرہ شاہی کے نمایندوں کو بھگا دیا اور اس طرح ہری سنگھ کا تسلط گلگت پر قائم نہ ہو سکا۔

ایک خاکہ۔ دیکھیں مستقبل کی باگیں سنبھالنے والے اس سادہ خاکے میں کیا رنگ بھرتے ہیں؟ خدا آزاد کشمیر کی دینداری، سادگی اور تو حید پرستی کو نظر بد سے بچائے (آمین یا الہ العالمین)

نادہندہ ایجنٹوں کے لئے لمحہ فکریہ

جمعیۃ علماء اسلام علاقہ کلری کے ناظم اعلیٰ قاری رضا محمد صاحب بلوچ نے نادہندہ ایجنٹوں کے ذمہ ترجمان اسلام کے تقریباً بیس ہزار روپے کے بقایاجات پر نہایت ہی تعجب اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔ ایسے وقت میں جبکہ ادارہ کو رقم کی اشد ضرورت ہے، رقومات روک لینا نہایت بد دیانتی اور بے ایمانی ہے۔

قاری صاحب نے کہا کہ کراچی شہر میں ترجمان اسلام کے اس وقت واحد ایجنٹ جناب محمد رمضان میمن نے ناظم دفتر مرکزیہ مولوی عبدالرشید صاحب کی کراچی آمد پر اپنے ذمہ مارچ کا بل اور ماہ اپریل ۷۴ء کے لئے پیشگی ایک سو روپیہ کل ۲۲۷ روپے نقد پیش کر دیئے ہیں۔ ترجمان اسلام کے تمام ایجنٹوں کے لئے رمضان صاحب کا یہ طرز عمل قابل عمل ہے اللہ پاک جزائے خیر دے۔ آمین! ثم آمین!

سید گیلانی کے تمام پروگرام منسوخ

جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے جنرل سیکرٹری مولانا سید نیاز احمد گیلانی نے علالت کے باعث سفر کے تمام پروگرام منسوخ کر دیئے ہیں۔ قارئین سے درخواست ہے کہ شاہ صاحب کی صحت کاملہ و عاجلہ کیلئے دعا فرمائیں۔

جمعیۃ طلباء اسلام کی سرگرمیاں

رپورٹ:۔ قاضی محمد اشرف

کراچی

جمعیت طلبہ اسلام کراچی ڈویژن کی مجلس عاملہ کا خصوصی اجلاس زیر صدارت محمد فاروق صاحب قریشی صدر جمعیت کراچی دفتر جمعیت میں بروز جمعہ ۱۲ اپریل ہوا۔ جس میں مندرجہ ذیل فیصلے کیے گئے۔ (۱) کراچی ڈویژن کی مجلس شوریٰ کے کل ارکان بشمول اراکین مجلس عاملہ ۱۵ ہونگے تاہم فی الحال ۱۱ اراکین ہوں گے۔ ان میں مجلس عاملہ کے اراکین کے علاوہ جناب حمید الحسین۔ حفیظ الرحمان۔ عبدالکریم شاہ قابل ذکر ہیں۔ (۲) جمعیت کراچی ڈویژن کا عمومی اجلاس ہفتہ وار ہوگا۔ اور بعد نماز جمعہ دفتر جمعیت میں ہوا کرے گا (۳) ہر ماہ مجلس مذاکراہ ہوا کرے گی۔ (۴) علاقائی ہفتہ وار اجتماعات متعلقہ علاقوں میں ہوں گے۔ اور فوری طور پر مضافات بلدیہ ٹاؤن جمشید روڈ اور سوسائٹی میں اجتماعات شروع کرنے کا فیصلہ کیا گیا۔ (۵) تمام شاخیں اپنی تمام آمدنی دفتر میں جمع کرائیں گی۔ اور وصول شدہ رقوم کے مساوی یا اس سے کم کی مالیت کا لٹریچر فراہم کیا جائے گا۔ (۶) کسی بھی مقام پر نیا دفتر لیا جائے گا۔ (۷) اراکین مجلس عاملہ ۵ روپے اور اراکین مجلس شوریٰ ۲/ روپے ہر ماہ ادا کریں گے۔

کہروڑ پکا

مورخہ ۲۸ اپریل بروز اتوار بعد نماز عصر زیر صدارت مولانا سعید احمد صدر جمعیت علماء اسلام کہروڑ پکا کا ایک افتتاحی اجلاس ہوا۔ جس کا آغاز تلاوت قرآن پاک سے ہوا۔ بعد ازاں جمعیت کے مخلص کارکن حافظ بسم اللہ مجاہد جو گذشتہ دنوں ٹریکٹر کے حادثہ میں جام شہادت نوش فرما گئے۔ ان کے لئے مغفرت کی دعا کی گئی۔ اس کے بعد ضیاء الرحمان فاروقی نے سامعین سے خطاب کیا بعد میں جمعیت طلبہ اسلام صوبہ پنجاب کے صدر رانا شمشاد علی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس وقت، ملک میں طلبہ کی مختلف تنظیمیں کام کر رہی ہیں۔ سب اسلام کا نعرہ بلند کرتی ہیں مگر قول و عمل سے مطابقت نہیں رکھتیں۔ لیکن جمعیت طلبہ اسلام طلبہ کی واحد تنظیم ہے جو ہر کچھ اسلامی نظام کے قیام کے لئے کوشاں ہیں۔ اس کو قائم ہوئے صرف پانچ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ جمعیت نے اس قلیل عرصہ میں وہ کامیابی حاصل کی ہے۔ جو کہ عرصہ دراز سال سے قائم شدہ تنظیمیں بھی حاصل نہ کر سکیں۔ اس وقت پورے ملک میں جمعیت کی چار سو شاخیں قائم ہو چکی ہیں۔ اور قریباً ۳۵ مختلف کالجوں میں نمائندے کامیاب ہوئے ہیں۔ انہوں نے جمعیت کے اغراض و مقاصد پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا جمعیت طلبہ اسلام کا واحد مقصد اسلامی نظام کا قیام۔ تحفظ ختم نبوت اور کالجوں میں مخلوط تعلیم ختم کرکے اسلامی نظام تعلیم قائم کرنا اور یہ بھی ہمیں خصوصی اعتبار حاصل ہے کہ دینی مدارس کالجوں اور یونیورسٹیوں کے طلبہ مل جل کر کام کر رہے ہیں۔

نواب شاہ

۲۵ اپریل جمعیت طلبہ اسلام ضلع نواب شاہ کی مجلس عمومی کا اجلاس دریاخان مری میں ہوا۔ محمد سلیم شاہد نائب صدر کی صدارت میں ط۔ا صوبہ سندھ میں الیکشن کمیٹی ترتیب دی گئی۔ بعد ازاں مندرجہ ذیل عہدیداران منتخب ہوئے۔

صدر محمد اشرف

نائب صدر:۔ افتخار حسین انجنیئرنگ کالج نواب شاہ

نائب صدر ۲:۔ محمد ابراہیم کنڈیارو

ناظم عمومی۔ سردار احمد گورنمنٹ کالج مہراب پور

ناظم بلال خان بلوچ

ناظم مالیات:۔ زین العابدین

ناظم اطلاعات بشیر احمد گورنمنٹ کالج قاضی احمد

جمعیت طلبہ اسلام ٹنڈو اللہ یار

جمعیت طلبہ اسلام ٹنڈو اللہ یار نے گذشتہ ہفتہ داری اجلاس میں تقریب حلف وفاداری منعقد ہوا۔ مولوی محمد عیسٰے خان خارالی ناظم اعلیٰ جمعیت علماء اسلام ٹنڈو اللہ یار مہمان خصوصی تھے۔ تمام اراکین مجلس عاملہ اور مجلس شوریٰ نے حلف اٹھایا اور ساتھ ساتھ عہد کیا کہ ہم اپنی تن دہی سے ذمہ داری کو نبھائیں گے۔ آخر میں تمام عہدیداروں نے ڈگری میں قرآن مجید کی بے حرمتی پر مذمت کی اور حکومت سے تحقیقات کا مطالبہ کیا

جمعیۃ طلباء اسلام ضلع سکھر

جمعیت طلباء اسلام ضلع سکھر کے زیر اہتمام ایک جلسۂ عام منعقد ہوا۔ جس میں مولانا غلام قادر۔ مولانا محمد مراد خان نے تقریریں کیں۔ بعد میں نذیر احمد ناظم اعلیٰ جمعیت طلبہ اسلام ضلع سکھر نے موجودہ وقت میں طلبہ کی ذمہ بیان کیں۔

حزب اللہ ناظم اعلیٰ جمعیت طلبہ اسلام ضلع سکھر اور فضل اللہ ناظم جمعیت طلباء اسلام صوبہ سندھ نے بھی خطاب کیا۔

جلسہ میں مندرجہ ذیل انتخاب عمل میں آیا۔

صدر صوفی نذیر احمد

ناظم اعلیٰ:۔ شاہنواز

خازن:۔ عبدالباقی

خانپور

۱۳ اپریل بروز ہفتہ جمعیت طلباء اسلام خانپور کے زیر اہتمام مولانا سید شمس الدین شہید رح کی یاد میں ایک عظیم الشان جلسۂ عام منعقد ہوا۔ جس کی صدارت جناب افتخار احمد صاحب کنوینر خانپور نے کی۔ قاری شمس الدین نے تلاوت قرآن پاک سے جلسہ کا آغاز کیا۔ شاعر عبدالکریم شاکر نے شہید ختم نبوت کو خراج عقیدت پیش کیا۔ مرکزی نائب صدر جمعیت جاوید ابراہیم پراچہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مولانا شمس الدین شہید باطل کے سامنے ایک چٹان کی طرح ڈٹے ہوئے تھے۔

مولانا کو مزید خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہا کہ انہوں نے اپنی تمام زندگی ظلم و ستم کے خلاف اور اسلامی نظام کے لئے وقف کر رکھی تھی۔ آخر میں جمعیت علماء پنجاب کے نائب امیر مولانا غلام ربانی نے تقریر فرمائی۔ نیز افتخار احمد جو اسلامی جمعیت طلبہ خانپور کے ناظم تھے۔ جمعیت طلبہ اسلام میں شمولیت کا اعلان کیا

ازدار الافتاء مفتی ضلع پونچھ راولاکوٹ

مسماۃ زینب جان دختر شاہ محمد سکنہ ترنوٹی ہورنہ میرہ تحصیل راولاکوٹ والد شاہ محمد خان سائلہ

بنام:۔ محمد بشیر خان ولد خان محمد خان سکنہ ہورنہ میرہ سکنہ ترنوٹی تحصیل راولاکوٹ شبہاٹی ۲۰۴ سنٹرل ٹیلیگراف آفس کراچی ۳ مسئول علیہ۔ دعویٰ ثبوت طلاق / اشتہار بنام مسئول علیہ محمد بشیر خان۔

ہرگاہ ہمارے علم میں آیا ہے کہ مسئول علیہ نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی ہوئی ہے۔ لیکن اب وہ انکار کر رہا ہے۔ جیسا کہ سائلہ نے اپنے والد کے ذریعہ التجا کی ہے اس لئے قبل ازیں مسئول علیہ کے نام سمن جاری کیا گیا مگر وہ تاریخ مقررہ پر حاضر نہ آیا۔ اب مسئول علیہ کو بذریعہ اشتہار ہذا مطلع کیا جاتا ہے کہ وہ مورخہ ۸۴/۶/۴ کو اصالتاً یا مختارتاً حاضر آکر جواب دہی کرے۔ عدم حاضری کی صورت میں کارروائی یکطرفہ عمل میں لاکر اس کے خلاف فتویٰ جاری کر دیا جائے گا۔ تاریخ تحریر ۸۴/۵/۱۵ (دستخط محمد عبدالمتین مفتی ضلع پونچھ)

عہد رسالتؐ اور عہد صحابہؓ میں کتابت حدیث

کی دوسری قسط

آئندہ شمارہ میں ملاحظہ فرمائیں